بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حق گوئی کی نشانی —— علامہ شاہ احمد نورانی

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

شاہ احمدؒ نورانی

مرتبہ

غلام سرور نورانی ڈی۔کام
صدر اسلامک سوسائٹی گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ جہلم

ناشر
نذیر احمد محمودی

نورانی بک ڈپو چاڑہ جہلم

چوک اردو بازار لاہور

Marfat.com

۲۹۷۹۹۲۶
۸۱۲۰ نج
214347

نورانی سلسلے

نام کتاب شاہ احمد نورانی

بار اوّل ایک ہزار

ناشر سُنی دارالاشاعت غوثیہ مہریہ جادہ جہلم

مطبع الکتاب پرنٹرز کمال گنج لاہور

ہدیہ ۴/۵۰

ملنے کا پتہ

نورانی بک ڈپو نورانی مارکیٹ جادہ جہلم

Marfat.com

حرفِ اوّل

برادرانِ اسلام! موجودہ دور جس سے کہ ہم گزر رہے ہیں، انتہائی نازک دور ہے مہنگائی نے عوام کی کمر توڑ دی ہے، شریف انسانوں کی عزت بھی محفوظ نہیں رہی، برسرِ اقتدار ٹولہ اپنی من مانی کرنے کے لئے کوشاں ہے اور اپنے اقتدار کی حفاظت کے لیئے ہر حربہ استعمال کرنے کو تلا ہوا ہے۔ پیپلز پارٹی کے غنڈہ عناصر بلاوجہ شریف آدمیوں کو پریشان کر رہے ہیں۔ اس انتہائی نازک دور میں واقعی "جابر سلطان کے سامنے کلمۂ حق کہنا جہاد ہے" حق اور سچ ہے۔

اس موقع پر ہم اس بطلِ جلیل مجاہدِ اسلام علامہ شاہ احمد نورانی کو زبردست خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں کہ جن کی قومی اسمبلی و بیرون کی حق گوئی مثال بن چکی ہے۔ ہم اس مردِ مجاہد کو سلام کرتے ہیں۔ اور ان کی درازیٔ عمر کے لئے دلی دعا کرتے ہیں اور ساتھ ہی ہمیں بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ موجودہ دور کے بعض حکومتی پیروں اور مولویوں نے اپنے سابقہ ریکارڈ کو قائم رکھنے کے لئے موجودہ حکومت کی خوشی کو بے پناہ سرمایہ خیال کرتے ہوئے علامہ نورانی کی جمعیت کے خلاف متوازی گروپ قائم کر کے عوام اہلسنت کی غیرت کو چیلنج کیا ہے باضمیر سنّی اِن ضمیر فروشوں کے نرغہ میں کبھی نہیں آسکتے، ان حضرات

Marfat.com

کو منہ کی کھانا پڑے گی انشاءاللہ۔

ہم ان متوازی گروپ کے مسٹر ان نام نہاد علماء اور پیروں کی پرزور مذمت کرتے ہیں اور ان کی خدمت میں مودبانہ التماس کرتے ہیں کہ علامہ نورانی کے دامن میں آکر پناہ لیں اور اپنی عزت قائم کریں۔

ہمارے پروگرام میں تھا کہ عوام اہلسنت کو علامہ نورانی کے حالات و واقعات سے روشناس کرانے کے لیئے ہم جلد از جلد کتاب شائع کریں۔ ڈنی کام کے امتحان اور کاروباری مصروفیات کے پیش نظر ہم اس ارادہ میں جلد کامیاب نہ ہو سکے۔ بڑی عجلت سے علامہ نورانی کے حالات کا یہ مختصر سا خاکہ مرتب کیا ہے حالانکہ خیال تھا کہ بڑے وسیع پیمانہ پر ان حالات کو عوامی سطح پر لایا جائے۔ لیکن افسوس کہ ان وجوہات کے پیش نظر ایسا نہیں ہو سکا۔ آئندہ انشاءاللہ ہم اور مزید حالات مرتب کرنے کے لیئے کوشش کریں گے۔

یہ کتاب نہایت عجلت میں لکھی گئی ہے اگر کہیں کوئی غلطی ہو تو ازراہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں تصحیح کی جا سکے۔

فقط والسلام

ناچیز غلام سرور نورانی

۱۹۷۳ء

Marfat.com

تصانیف علمائے اہلسنّت وجماعت

برادرانِ اسلام!

ہمیں یہ محسوس کرکے بہت افسوس ہوتا ہے کہ ملکِ پاکستان میں ہماری ہی اکثریت ہو اور پھر ہمارے ہی علماء کی تصانیف کی اشاعت کا کوئی خاطر خواہ بندوبست نہ ہو۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہم نے پروگرام بنایا ہے کہ ہم تصانیف علمائے اہلسنّت وجماعت زیادہ سے زیادہ شائع کریں۔ اسی سلسلہ میں ہم اس سے قبل چھ کتابیں شائع کر چکے ہیں اور بفضل اللہ تعالیٰ یہ ساتویں کتاب آپ کے سامنے ہے۔

ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ تعاون فرمائیں اور اپنی ضرورت کی تمام دینی کتب ہم سے طلب فرمائیں تاکہ ہماری حوصلہ افزائی ہو اور ہم جلد از جلد زیادہ سے زیادہ کتابیں شائع کر سکیں۔ معاونین حضرات کا ہم تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں۔

نذیر احمد محمودی

منیجر سنّی دارالاشاعت غوثیہ مہریہ جادہ جہلم

Marfat.com

تعارف وخطاب

اور

نشری تقریر و انٹرویو

قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی

۱۔ صدر جمعیت العلمائے پاکستان
۲۔ نائب صدر مرکزی جماعت اہلسنت پاکستان
۳۔ سرپرست اعلیٰ انٹرنیشنل اسلامک مشنریز گلڈ
۴۔ پارلیمانی لیڈر جمعیت العلمائے پاکستان
۵۔ چیئرمین رابطہ کمیٹی متحدہ جمہوری محاذ پاکستان
۶۔ سیکرٹری رابطہ کمیٹی حزب اختلاف قومی اسمبلی پاکستان

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

تعارف

مبلغ اسلام فخرِ اہلسنّت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی

شخصیّت

سُرخ و سفید رنگ، کشادہ پیشانی مبارک، شیروں جیسا بیضوی نورانی چہرہ، ہلکے سُرخ لب ہائے مبارک، عینک کے چمکدار شیشوں میں سے جھانکتی ہوئی موٹی موٹی سرمئی آنکھیں، سر پر تسواری رنگ کا عمامہ، گلے میں اسی رنگ کا پٹکا دیدہ زیب لمبا جبّہ زیبِ تن، گفتگو میں مٹھاس اور شائستگی، میدانِ خطابت کے شہسوار، قرآن مقدس کی تلاوت اور نعت مسحور کن اور دلآویز انداز میں پڑھنے والے، اسلافِ کرام کی مایۂ ناز یادگار، قدیم وجدید علوم کے ماہر، ایک جرأت مند و بیباک لیڈر، حق گو علامۂ وقت، صاحبِ بصیرت، شیخ طریقت، دور اندیش سیاست دان شیرِ پاکستان یہ ہیں، مبلغِ اسلام قائدِ اہلسنّت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی آپ امام اہلسنّت اعلحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے محبوب خلیفہ مبلغ اسلام حضرت علامہ مولانا شاہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ (مدفون جنت البقیع مدینہ منوّرہ) کے فرزندِ

Marfat.com

ارجمند ہیں۔ ابتدائی تعلیم والدِ بزرگوار سے حاصل کی اور جملہ علومِ عربیہ کی تکمیل ملایا یونیورسٹی میں کی۔

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہٗ العالی ایک سیاسی لیڈر ہی نہیں بلکہ ممتاز عالمِ دین، حافظِ قرآن، خوش الحان قاری اور بین الاقوامی شہرت کے مبلغِ اسلام بھی ہیں۔ اور تقریباً بارہ زبانوں پر پوری طرح عبور رکھتے ہیں۔

آپ مثنوی مولانا روم علیہ الرحمۃ اتنے دلکش انداز میں پڑھتے ہیں کہ روس کے تبلیغی دورہ کے دوران ازبکستان، تاجکستان، سمرقند، بخارا اور دوسرے مقبوضہ علاقوں کے مسلمانوں نے بار بار آپ کو مثنوی مولانا روم سنانے کی فرمائش کی۔ ۱۹۵۴ء میں والدِ ماجد کے رحلت فرما جانے کے بعد تبلیغ و اشاعتِ اسلام و رشد و ہدایت کا فریضہ آپ نے سنبھالا۔ اور مستقل رہائش مدینہ منورہ میں اختیار فرمائی۔ ان دنوں جب آپ کراچی میں اپنے عزیز و اقارب سے ملنے کے لئے تشریف لائے تو کراچی میں علماء اہلسنّت نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ پاکستان میں انتخابات ہو رہے ہیں لہٰذا برائے کرم آپ یہاں رہائش اختیار فرمائیں اور میدانِ سیاست میں اپنی دوراندیشی سے ہماری رہنمائی فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ آپ علماء حضرات مجھ سے مدینہ منورہ کی سکونت ترک کرواتے ہیں؟ میں تو اپنی زندگی مدینہ منورہ میں رہ کر بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی گزارنا چاہتا ہوں۔

Marfat.com

لگادی ہے میرے محبوب نے ایسی لگن مجھ کو
گزاروں گا اسی لذت میں باقی کی عمر اپنی!

علماءِ کرام کے مسلسل مجبور کرنے پر علامہ نورانی نے اپنی رہائش کراچی میں اختیار فرمائی اور ۱۹۷۰ء کے عام انتخابات کا جب اعلان ہوا تو آپ نے اسلامی آئین کے نفاذ کے لئے اس میں حصہ لیا اور فرمایا کہ ہم جو باتیں منبر و محراب سے کہتے ہیں ان کو اسمبلی میں جاکر کیوں نہ کہا جائے جہاں کہ آئین سازی اور قانون سازی ہوتی ہے۔ آپ نے قومی اسمبلی کی نشست کے لیے جمیعت العلمائے پاکستان کے امیدوار کی حیثیت سے حصہ لیا اور انتخابی مہم کے دوران پاکستان کے عوام کے سامنے پہلی بار ایک سیاست داں کی حیثیت سے جلوہ افروز ہوئے۔ آپ کو ناکام کرنے کے لئے پیپلز پارٹی اور نام نہاد جماعت اسلامی نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا جس پر ۱۹۷۰ء کے اخبارات شاہد ہیں۔ باقی جماعتوں کے علاوہ پیپلز پارٹی نے اپنے مانے ہوئے سرمایہ دار سوداگر درویش کو حضرت علامہ نورانی کے مقابلہ میں کھڑا کیا۔ تمام مخالفتوں کے باوجود حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہٗ العالی کو شاندار کامیابی ہوئی اور سوداگر درویش کو دوسرے مخالفوں کے ساتھ منہ کی کھانا پڑی آپ کی کامیابی کا راز صرف اتنا نہیں تھا کہ ان کے حلقۂ انتخاب میں ان کے ہم مسلک اور عقیدت مند لوگوں کی تعداد زیادہ تھی بلکہ اس کامیابی میں آپ کی قابل قدر سیاسی سوجھ

Marfat.com

بوجہ، خوش گفتاری بذلہ سنجی اور عام لوگوں میں جلد گھل مل جانے کی صلاحیت اور ذاتی وجاہت کا بھی زیادہ حصہ ہے۔

حضرت علامہ نورانی میدانِ سیاست میں تووارد تھے لیکن اپنی تبلیغی سرگرمیوں اور اس کے تقاضوں سے پوری طرح واقف ہونے کی وجہ سے انسانی نفسیات کا اچھا خاصہ مطالعہ رکھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنی مختصر سی سیاسی زندگی میں مخالف و موافق آپ کو ایک مخلص و دوراندیش سیاست دان تسلیم کرتے ہیں۔ علامہ شاہ احمد نورانی بروقت اظہار رائے پر خاص توجہ دیتے ہیں جو ایک اچھے سیاسی رہنما کا ضروری وصف ہوتا ہے۔ وہ جرات و بیباکی کے ساتھ اور کسی ذہنی تحفظ کے بغیر بات کرنے کے قائل ہیں۔ محبِ اسلام جماعتوں کے درمیان اتحاد کے معاملے میں انہوں نے افہام و تفہیم کے جذبہ کا ثبوت دیا ہے اور اپنی میانہ روی سے اتحاد کی راہ ہموار و خوشگوار بنانے میں بڑی مدد دی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ علامہ شاہ احمد نورانی نے ملک کے پرانے سیاستدانوں کی نگاہوں میں بھی ایک محترم مقام پیدا کر لیا ہے۔

آپ اس وقت جمعیت العلمائے پاکستان کے صدر اور متحدہ حزب اختلاف کے سیکرٹری ہیں۔ انٹرنیشنل اسلامک مشنریز گلڈ کے سرپرست اعلیٰ اور مرکزی جماعت اہلسنت کے نائب صدر اور جمعیت العلمائے پاکستان کے پارلیمانی لیڈر ہیں۔

Marfat.com

آپ کی اسلامی نظام کے عملاً نفاذ کے لیے مخلصانہ کوششیں موثر ثابت ہو رہی ہیں۔ تمام ملک کے مسلمان آپ کو بدمذہبی و گمراہی کے اندھیروں میں روشنی کا مینار تصور کرتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء میں، پاکستان میں جو تحریک چلی تھی اس زمانے میں آپ پاکستان میں تھے اور کراچی میں اس تحریک میں حضرت مولانا عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء کے ساتھ شریک تھے۔ آرام باغ کراچی میں جمعہ کے دن اس مہم کا آغاز کیا گیا اور آپ اس میں پیش پیش تھے۔ رضاکاروں کو گرفتاری کے لیے تیار کرنے اور دیگر اہم انتظامات کے فرائض آپ نے سرانجام دیئے۔

تبلیغی دورے

آپ نے ۱۹۵۴ء سے لے کر ۱۹۶۸ء تک (۱۴ سال) بیرونی ممالک میں تبلیغی دورے کیے اور اس تبلیغی سلسلہ میں ایک ایک سال تک مسلسل یورپی و افریقی ممالک میں گزارا۔

کارنامے

آپ کے چند ایک تبلیغی دوروں اور دیگر کارہائے نمایاں کا مختصر تذکرہ درج ذیل ہے۔

- حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی مصر کے علماء کی دعوت پر

Marfat.com

۱۹۵۵ء میں جامعہ الازہر مصر تشریف لے گئے اور وہاں مصری عوام وعلماء سے مؤثر انداز میں خطاب فرمایا۔

- ۱۹۵۸ء میں حضرت مفتی ضیاء الدین بابا خانوف (مفتی اعظم روس کی خصوصی دعوت پر روس کا تبلیغی دورہ فرمایا۔ ازبکستان، تاشقند، سمرقند اور بخارا کے مسلمانوں میں دینی جذبہ بیدار کرنے میں آپ نے اہم کردار ادا فرمایا۔ روسی حکومت کے پروگرام کے برعکس سوشلسٹ رہنما لینن کی قبر پر پھول) چڑھانے سے انکار کر دیا۔
- ۱۹۵۹ء میں مشرق وسطیٰ کا دورہ فرمایا۔
- ۱۹۶۲ء میں شمالی نائیجیریا کے وزیر اعلیٰ جناب احمد وبیلو شہید کی دعوت پر چار ماہ تک وہاں تبلیغی دورہ فرمایا۔

۱۹۶۵ء میں افریقہ کا دورہ فرمایا اور واپسی پر کراچی میں مجاہد ملت حضرت علامہ عبدالحامد بدایونی علیہ الرحمۃ کی طرف سے دی گئی دعوت میں اپنے دورۂ افریقہ کے تاثرات بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

"افریقی مسلمانوں نے پاکستان کے خلاف بھارتی جارحیت کی شدید مذمت کی ہے اور گیارہ ماہ کے قیام کے دوران جہاں بھی گیا میں نے محسوس کیا کہ افریقی مسلمان اسلام کو اسی طرح پسند کرتے ہیں جس طرح قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے کیا تھا! افریقہ میں اسلام بہت تیزی سے پھیل رہا ہے کیوں کہ یہ مساوات کی

Marfat.com

تعلیم دیتا ہے اور ذات پاک کی تقسیم کو مٹاتا ہے۔ سینگال، کیمرون، تنزانیہ، یوگنڈا، سوڈان، سومالیہ، مالی، نائجیریا، مڈغاسکر، کانگو، چاڈ، داہومی، آئیوری کوسٹ وغیرہ کے لوگ اچھی عادات کے حامل ہیں۔ اپنی اچھی عادات کی وجہ سے وہ روز بروز اسلام کے قریب ہوتے جارہے ہیں۔ اس لئے مزید تبلیغی جماعتیں وہاں روانہ کرنی چاہئیں پندرہ روزہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ ۲۸ شعبان المعظم ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۲ دسمبر ۱۹۶۵ء۔

رجب المرجب ۱۳۹۱ء مطابق ستمبر ۱۹۷۱ء میں آپ سعودی عرب اور مشرق وسطیٰ کے دیگر ملکوں کے ڈیڑھ ماہ کے دورہ پر تشریف لے جانے کے لئے کراچی سے مدینہ منورہ روانہ ہوئے تو ہوائی اڈہ پر مولانا کو رخصت کرنے کے لئے جمعیت کے سینکڑوں کارکن اور عقیدت مند موجود تھے، جنہوں نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر، نعرۂ رسالت یارسول اللہ اور مولانا نورانی زندہ باد کے فلک شگاف نعروں سے مولانا کو رخصت کیا۔ مولانا کو الوداع کہنے کے لئے ہوائی اڈہ پر جو لوگ موجود تھے ان میں رکن قومی اسمبلی علامہ عبدالمصطفےٰ ازہری جمعیت کی صوبائی پارلیمانی پارٹی کے لیڈر پروفیسر شاہ فرید الحق، مولانا محمد حسن حقانی ایم پی اے، جناب ظہور الحسن بھوپالی ایم پی اے، حاجی زاہد علی ایم پی اے بوستان ہوتی ایم پی اے۔ حاجی عبدالسلام، مفتی ظفر علی نعمانی، مولانا محمد یعقوب کیماڑی والے، طلباء اسلامی سکریٹیٹ کے سیکرٹری جنرل

Marfat.com

حافظ محمد تقی اور انجمن طلباء اسلام پاکستان کے ناظم جناب عبدالستار شامل تھے۔ ہوائی اڈہ پر پی آئی سی ایمپلائز یونین کے جنرل سیکرٹری جناب مجید پنج بھی دیگر اراکین کے ساتھ موجود تھے۔

بیرونی ممالک میں قادیانیوں سے مناظرے

بیرونی ممالک میں آپ نے قادیانیوں سے متعدد بار کامیاب مناظرے کئے۔ نیروبی۔ دارالسلام، ماریشس اور لاطینی امریکہ میں سرینام، برٹش گیانا اور ٹرینی ڈاڈ میں مرزائیوں کا ناطقہ بند کر دیا۔ ان مناظروں میں جو پانچ پانچ اور چھ چھ گھنٹے جاری رہتے تھے مجمع عام میں قادیانیوں کو مکمل شکست ہوئی۔

- لندن سے شائع ہونے والے قادیانیوں کے مشہور رسالہ "اسلامک ریویو" کے ایڈیٹر سے ۱۹۶۸ء میں ٹرینی ڈاڈ (لاطینی امریکہ) میں مناظرہ ہوا جو ساڑھے پانچ گھنٹے تک جاری رہا اور آخر کار مرزائی مناظر کتابیں اٹھا کر بھاگ گیا۔
- ایک اور مناظرہ جنوبی امریکہ میں سرینام کے مقام پر ہوا۔ قادیانیوں کے مشہور مناظر یہاں موجود تھے اور بالآخر انہوں نے راہ فرار اختیار کی۔
- نیروبی میں مرزائی مناظر مبارک احمد سے مناظرہ کی تاریخ مقرر ہوئی لیکن وقت آنے پر وہ فرار ہو گیا۔

Marfat.com

مرزائیت سے توبہ

علامہ شاہ احمد نورانی کے مرزائیوں سے کامیاب مناظرے کرنے کے نتیجہ میں تقریباً چھ سو مرزائیوں نے مرزائیت سے توبہ کی اور اسلام اور سنیت کی حقانیت کو دل وجان سے قبول کر لیا۔

تصانیف

ختم نبوت

اس سلسلہ میں آپ نے ایک ضخیم اور بلند پایہ کتاب بزبانِ انگریزی تصنیف فرمائی ہے۔ جس میں ایک سو سے زائد آیات اور تین سو سے زائد احادیث نبوی سے صراحتاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو ثابت کیا ہے۔ افسوس کہ یہ کتاب ابھی تک زیورِ طبع سے آراستہ نہیں ہوسکی۔ پہلے اس کی طباعت پر تقریباً ۲۵۰۰۰ روپے کے خرچے کا اندازہ تھا۔ اب کاغذ کی گرانی کے سبب اس کے اخراجات میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ اس لئے فی الحال اس کی طباعت ممکن نہیں۔

Marfat.com

حیات مسیح علیہ السلام

یہ کتاب اس سلسلہ میں آپ نے تصنیف فرمائی ہے جس کو مرزائی اپنے عقیدے کی بنیاد سمجھتے ہیں ۔ اس کتاب میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کو ثابت کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ کہ میں مسیح ہوں جھوٹ پر مبنی ہے اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا ظہور ابھی تک نہیں ہوا ہے۔ یہ کتاب بھی انگریزی زبان میں ہے اور علامہ نورانی کی قابلِ قدر تصنیف ہے ۔

واضح رہے کہ علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہٗ العالی کے والد بزرگوار مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتداء سے آخر تک افریقہ، ملیشیا، سیلون، یورپ اور امریکہ کی سرزمین پر ہمیشہ لوگوں کو مرزائیت کے فتنہ سے آگاہ کیا۔ آپ کی انگریزی زبان میں تصنیف "THE MIRROR" شائع ہو چکی ہے اور اردو زبان میں آپکی تصنیف "مرزائی حقیقت کا اظہار" موجود ہے ۔ عربی زبان میں مصر کی چھپی ہوئی "المرآۃ" ہے ۔ انڈونیشی زبان میں بھی "مرزائی حقیقت کا اظہار" کتاب کا ترجمہ ہوا اور اس کی اشاعت کے بعد ملیشیا میں بہت زبردست تحریک اٹھی یہاں تک کہ ملیشیا میں مرزائیوں کا داخلہ ممنوع ہو گیا تھا۔

Marfat.com

قابلِ توجہ امر

باہر کی دنیا کیونکہ مرزائیوں کے حالات سے بہت ہی کم باخبر ہے اس لئے ان کو دھوکہ دینے کے لئے مرزائیوں کو بآسانی موقع مل جاتا ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ انگریزی اور فرانسیسی وغیرہ میں لٹریچر زیادہ سے زیادہ شائع کیا جائے اور بیرونی ممالک میں پہنچایا جائے۔

علامہ نورانی کی ان ضخیم کتب کو شائع کرنے کو ہمارا جی تو بہت چاہتا ہے لیکن افسوس کہ یہ ہمارے بس کی بات نہیں۔ اگر مخیر حضرات نے ہماری حوصلہ افزائی فرمائی تو وہ دن دور نہیں کہ ہم علامہ نورانی کی ان قابلِ قدر تصانیف کو شائع کر دیں۔ بہرحال صاحبِ ثروت حضرات کی خدمت میں اپیل کی جاتی ہے کہ وہ اس ضروری امر کی طرف توجہ فرمائیں اور علامہ نورانی کی ان تصانیف کے شائع کرنے کا بندوبست فرمائیں۔

وقت پر کافی ہے قطرہ ابرِ خوش ہنگام کا
جل گیا جب کھیت سارا مینہ برسا کس کام کا

علامہ نورانی کا قرآن سُنانا

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی ہر سال ماہ رمضان المبارک

میں نمازِ تراویح میں قرآن پاک سنانے کے علاوہ تلاوت کردہ حصے کی خاص خاص باتیں بھی نماز کے بعد بیان فرماتے ہیں۔ اب گذشتہ پانچ سال سے جناح مسجد برنس روڈ کراچی میں تراویح میں قرآن پاک سنا رہے ہیں۔ تہجد میں کم از کم دو قرآن مجید میمن مسجد صدر میں سنانا آپ کا معمول ہے۔ اس کے علاوہ ایک قرآن مجید درگاہ حضرت سید عبداللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ کلفٹن میں، ایک درگاہ حضرت سید عالم شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ عیدگاہ میدان بندر روڈ پر اور احباب کے اصرار پر دیگر بہت سے مقامات پر بھی تلاوتِ کلام پاک فرماتے ہیں۔

امیدوں کا مرکز

علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی مسلمانانِ عالم کی امیدوں کے مرکز ہیں آپ نے جمعیت العلمائے پاکستان کو ایک خالص مذہبی جماعت کی سطح سے اٹھا کر ملک کی معروف سیاسی جماعتوں کی صف میں لا کھڑا کیا۔ سچ تو یہ ہے کہ جمعیت العلمائے پاکستان کو جو چار چاند لگے ہیں اس کا سہرا علامہ نورانی ہی کے سر ہے۔ آپ اہلسنت وجماعت کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ہر وقت کوشاں رہتے ہیں۔ کیونکہ ہمارا ملکی سطح پر کوئی اخبار نہیں ہے جو جمعیت کی صحیح ترجمانی کر سکے اور عوام تک اپنے

قائدین کے پیغامات پہنچا سکے ۔ اس خامی کو پورا کرنے کے لیئے قائدِ اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی انتھک کوشش کر رہے ہیں کہ اپنا اخبار جاری کیا جائے ۔ امید واثق ہے کہ عنقریب علامہ شاہ احمد نورانی کی بھرپور مساعئ جمیلہ سے اہلسنت کے اس اخبار کی اشاعت کا بندوبست ہوجائے گا ۔ قوم سے درد رکھنے والے حضرات کو چاہیئے کہ اس معاملہ میں علامہ نورانی سے بھرپور تعاون کر کے دین و دنیا میں سرخروئی حاصل کریں ۔

آپ اہلسنّت وجماعت کی آنکھوں کی ٹھنڈک ، دشمنانانِ اسلام کی راہوں کا کانٹا ہیں ۔ اللہ تعالٰے اپنے حبیب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور بزرگانِ دین کی برکت سے علامہ شاہ احمد نورانی کے مقدس مشن کو مکمل طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچائے ۔

امید ہے کہ وہ دن دور نہیں جبکہ پاکستان کے ہر خاص وعام کی زبان پر ہوگا ۔

حق گوئی کی نشانی ۔ ☙ ۔ علامہ شاہ احمد نورانی

Marfat.com

خراجِ تحسین

جناب محمد حسن زبیری

اپنے ایک مضمون "مبلغ اعظم حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی" میں جناب محمد حسن زبیری تحریر کرتے ہیں کہ

"حضرت شاہ عبدالعلیم کی وفات کے بعد اُن کے تبلیغی مشن کی تمام تر ذمہ داری اُن کے فرزند ارجمند حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی نے سنبھالی۔ والدِ بزرگوار کی رحلت کے وقت آپ کی عمر تقریباً ۲۵ سال تھی۔ اپنے عظیم و محترم والد کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اُن کے خلیفہ و جانشین کی حیثیت سے مولانا شاہ احمد نورانی نے نہ صرف اُن کے مشن کو زندہ رکھا ہے بلکہ اُس میں ایک نئی اور تازہ روح پھونک دی ہے۔ آپ انٹرنیشنل اسلامک مشنریز گلڈ کے سرپرستِ اعلیٰ اور مرکزی جماعتِ اہلسنّت کے نائب صدر ہیں۔

(روزنامہ "جنگ" راولپنڈی ۳ مارچ ۱۹۷۰ء صفحہ ۳)

حضرت مولانا شاہ عارف اللہ قادری

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی پارلیمانی گروپ جمعیّت العلمائے

پاکستان، کی شخصیت نے جمعیت کا نام روشن کر رکھا ہے۔

حضرت پیر کرم شاہ ایم اے

جمعیت العلمائے پاکستان اور اس کے پارلیمانی پارٹی لیڈر جناب مولانا شاہ احمد نورانی کی مساعی جمیلہ ان کا تعمیری انداز فکر، اظہارِ حق میں ان کی بے باکی اور بے مثال جرأت لائقِ صد تحسین اور مستحق ہزار ستائش ہے۔ انہوں نے افراتفری کے اس دور میں جہاں اسلام پر اپنے غیر متزلزل یقین کا ہر موقع پر مظاہر فرمایا وہاں انہوں نے پاکستان کی سالمیت اور اس کے استحکام کو بھی ہمیشہ پیشِ نظر رکھا۔ ہماری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ قبلہ نورانی میاں کو عمر دراز مرحمت فرمائے اور اُن کی قائدانہ صلاحیتوں سے اُمتِ اسلامیہ کو زیادہ سے زیادہ مستفیض ہونے کی ہمت عطا فرمائے۔

ایک اور مقام پر پیر کرم شاہ صاحب یوں فرماتے ہیں۔

"عام انتخاب کے بعد قومی اسمبلی میں جمعیت العلماء پاکستان کا جو پارلیمانی گروپ قائم کیا گیا تھا اس کی قیادت متفقہ طور پر مولانا شاہ احمد نورانی کے سپرد کی گئی۔ اس عرصہ میں بڑے کٹھن اور صبر آزما مرحلے بھی آئے، ابتلاو آزمائش کی روح فرسا وادیوں کو بھی طے کرنا پڑا۔ ترغیب و ترہیب کے ہتھکنڈے بھی استعمال کئے گئے لیکن ہر موقع پر اس بطلِ جلیل نے اپنی بالغ نظری، مومنانہ فراست اور قائدانہ صلاحیتوں

کا وہ مظاہرہ کیا کہ اپنے اور بیگانے سب عش عش کر اٹھے۔

ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر آئین کے متعلق اپوزیشن کے تمام لیڈروں کے انٹرویو نشر ہوئے لیکن مولانا نورانی کے انٹرویو کی شان ہی نرالی تھی۔ جس مہارت اور حذاقت سے انہوں نے اس شاطر نقاد کو ہر نکتہ پر مات دی اور لاجواب کیا وہ انہی کا حصّہ تھا۔ غرض کہ نجی گفتگو ہو یا مجمع عام میں سیاسی خطاب، اپنے عوام اور عقیدتمندوں کا حلقہ ہو یا مخالفین کا ہجوم، آئین سازی کی مہم ہو یا متحدہ محاذ کی تشکیل کا مرحلہ، ہر جگہ نورانی میاں ہمیں منفرد نظر آتے ہیں۔ اہلسنّت کو ان کی کارکردگی پر فخر ہے، یہ مرد درویش ابتداء سے آخر دم تک اپنے مؤقف پر ڈٹا رہا۔ انہیں جن جانگسل مرحلوں سے گزرنا پڑا، ان کی شدّت کا صحیح احساس وہی لوگ کر سکتے ہیں جنہوں نے حالات پر کڑی نظر رکھی ہو۔"

اس کے ساتھ ہی پیر کرم شاہ افسوس کے ساتھ جمعیۃ العلماء پاکستان کے پنجاب کے نمائندوں کے متعلق یوں تحریر کرتے ہیں کہ

"ہمیں افسوس ہے کہ جمعیۃ العلماء پاکستان کے وہ نمائندے جو پنجاب سے منتخب ہوئے تھے بجز حضرت مولانا محمد ذاکر صاحب انہوں نے ہمارے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی ہے، انہوں نے اپنے ان بے غرض اور بے لوث کارکنوں کا منہ چڑایا ہے جو تو صبح سے ان کے لئے ووٹوں کی بھیک مانگتے رہے ہے۔"

Marfat.com

حضرت مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب

حضرت الحاج فاضلِ شہیر مولانا شاہ احمد نورانی صاحب پاکستان کی معروف اور مشہور جمعیت العلمائے پاکستان کی مایہ ناز شخصیت ہیں۔ آپ نے بہت تھوڑے عرصہ میں ملکی سیاست میں ایک ممتاز و بلند مقام حاصل کر لیا ہے۔ اگرچہ باخبر حضرات آپ کی شخصیت سے پہلے ہی متعارف تھے مگر گزشتہ انتخابات نے تو آپ کی شخصیت کو ملک میں پوری طرح نمایاں کر دیا ہے۔ ان انتخابات میں آپ قومی اسمبلی کے رکن اور جمعیت العلمائے پاکستان کے پارلیمانی گروپ کے لیڈر منتخب ہوئے۔ جہاں تک آپ کی خداداد صلاحیتوں اور ملکی، قومی و جماعتی سرگرمیوں کا تعلق ہے ان میں کسی کا آپ سے اختلاف کرنا مشکل ہے۔ آپ نہ صرف ایک عالمِ دین بلکہ حافظِ قرآن بھی ہیں۔ ایک وسیع حلقہ کے صاحبِ سجادہ و شیخ طریقت بھی ہیں۔ آپ کو عربی، فارسی، اردو، انگریزی وغیرہ متعدد زبانوں پر عبور حاصل ہے اور بیرونی ممالک میں بھی آپ کی تبلیغی سرگرمیوں کا حلقہ کافی وسیع ہے۔

حضرت مولانا غلام قطب الدین نعیمی

مولانا شاہ احمد نورانی ملک کے جلیل القدر علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کا احترام ہر عالمِ دین خواہ کسی بھی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتا ہو کیا کرتا ہے

Marfat.com

اور حقیقت یہ ہے کہ وہ نہ صرف عالمِ دین ہیں بلکہ منجھے ہوئے عاشقِ رسول ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ آگے بڑھ کر قوم کو سیاستِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دیں۔

حکومت جمعیّت العلمائے پاکستان کی مخالفت نہ کرے

"صدر بھٹو کی یہ خوش نصیبی ہے کہ حزبِ اختلاف میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانی جیسی شخصیّت بھی موجود ہے ان کی تنقید ہمیشہ تعمیری ہو گی اور تعمیری تنقید کا حکومت کو خیر مقدم کرنا چاہیئے"

جمعیت العلمائے پاکستان کروڑوں اہلسنّت کی نمائندہ جماعت ہے اور اس جماعت نے سنّی کانفرنس بنارس (انڈیا) میں تحریک پاکستان کو کامیاب بنانے کے لیئے تاریخی فیصلہ کیا اور پھر برِصغیر کے مشائخ عظام اور علماءِ اہلسنّت حضرت قائدِ اعظم کی حمایت کے لیئے دیہات، قصبات اور شہروں میں پھیل گئے، مسلم لیگ کا پیغام پہنچایا۔ اس جماعت نے مسلمانوں کو یقین دلایا تھا کہ پاکستان میں صحیح اسلامی حکومت قائم ہو گی اور اگر برسرِ اقتدار طبقہ نے اسلامی نظام قائم نہ کیا تو وہ اسلامی حکومت کے قیام کے لیئے میدان میں آجائے گی۔

بائیس تئیس برس علماءِ اہلسنت اور مشائخ عظام اقتدار سے بالکل

Marfat.com

الگ تھلگ رہے اور جب انہیں یہ یقین ہو گیا کہ جو بھی سیاسی جماعت برسرِ اقتدار آتی ہے تو وہ اسلام کو عملاً نافذ نہیں کرتی تو جمعیّت العلمائے پاکستان نے ٹوبہ ٹیک سنگھ (دار السلام) کی عظیم کانفرنس میں سیاست میں حصّہ لینے کا فیصلہ کیا تاکہ پاکستان میں اسلامی حکومت قائم کی جائے جمعیّت کے جلسوں اور کانفرنسوں میں اسلام کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا کہ اسلام ملک کے تمام مسائل کا حل پیش کرتا ہے۔ انتخابات کے دوران پیپلز پارٹی کے جلسوں اور جلوسوں کی طرح جمعیّت کے جلسوں کانفرنسوں میں مسلمانوں کی کثیر حاضری ہوتی رہی اور انتخابات کے نتائج اس امر کے گواہ ہیں کہ پیپلز پارٹی کے امیدواروں کے بعد جمعیّت العلمائے پاکستان کے امیدواروں نے سب سے زیادہ ووٹ لئے۔ پیپلز پارٹی کے امیدواروں نے جس وعدہ پر ووٹ لئے وہ کسی سے مخفی نہیں اور ان وعدوں کی تکمیل جس طرح ہو رہی ہے اس پر ملک بھر میں اضطراب اور پریشانی پیدا ہو چکی ہے۔

علاوہ ازیں ریڈیو، ٹیلیویژن اور اخبارات میں یحییٰ خاں کے دورِ اقتدار میں باقی سب جماعتوں کو پبلسٹی دی گئی مگر نہ جانے کس تعصّب کی بنا پر جمعیّت العلمائے پاکستان کی خبروں کا بائیکاٹ کیا گیا حتیٰ کہ تمام سیاسی رہنماؤں کے بیانات ریڈیو اور ٹیلیویژن پر نشر ہوئے مگر جمعیّت العلمائے پاکستان کے مرکزی صدر شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی کو قطعی طور پر نظر انداز کر دیا گیا۔

Marfat.com

ہم یہ سارا پس منظر اس لئے بیان کرنے کے لئے مجبور ہیں کہ اس وقت کی حکومت بھی جمعیت العلمائے پاکستان سے تعصب اور بیگانگی کا مظاہرہ کر رہی ہے اور جمعیت کے رہنماؤں شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی اور مولانا شاہ احمد نورانی کی دینی خدمات کو مسلمانوں سے خفیہ رکھا جا رہا ہے اور اس کی بجائے ان جماعتوں اور افراد کو اہمیت دی جا رہی ہے جو نظریۂ پاکستان میں مخلص نہیں۔ نظریۂ پاکستان کے لئے اس وقت صرف اور صرف جمعیت العلمائے پاکستان ہی مخلص اور مستعد ہے۔ مسلم لیگ کا شیرازہ منتشر ہو چکا ہے۔ اور اس کی بجائے اب صرف جمعیت ہی نظریہ پاکستان کے حامیوں کا مرکز بنی ہوئی ہے

صدر بھٹو اگر پاکستان میں نظریۂ پاکستان، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نظام کے خواہاں ہیں تو انہیں جمعیت العلمائے پاکستان کو بہرصورت اہمیت دینا چاہیئے۔ جمعیت اقتدار کے لئے پیپلز پارٹی کی رقیب یا حاسد نہیں، جمعیت کا مقصدِ وحید پاکستان میں نظامِ ربوبیت قائم کرنا ہے۔ اسلامی نظام خواہ صدر بھٹو اور ان کے رفقاء نافذ کریں یا پھر اللہ تعالے ان کی جگہ ایسے لوگ بر سر اقتدار لے آئے گا جو اسلام کے صحیح معنوں میں علمبردار ہوں گے۔ اگر چنگیز خاں کی نسل اسلام کی علمبردار ہو سکتی ہے تو چین، روس اور بھارت ہی میں سے کوئی مردِ مجاہد جنم لے سکتا ہے جو نہ صرف پاکستان میں بلکہ سارے ایشیا اور یورپ میں اسلام کو ایک مرتبہ پھر سر بلند کرے مگر اس انقلاب سے

Marfat.com

پہلے اللہ تعالیٰ ہماری لغزشوں پر جو عذاب نازل کرے گا اس کے لئے اب مغربی پاکستان کے مسلمانوں کو تیار رہنا ہو گا۔

توبہ کا دروازہ بند نہیں ہوا۔ ہم سب بارگاہ ایزدی میں سربسجود ہو کر اللہ تعالےٰ سے اپنی لغزشوں کی معافی مانگیں، اپنی زندگی کو ایک صحیح مسلمان کی حیثیت سے بسر کرنے کا عہد کریں اور اللہ ہی سے امداد کی استدعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے آنسوؤں کو قبول فرمائے گا اور پاکستان کے چند کروڑ مسلمانوں کو ایسی توفیق عطا کر دے گا کہ ہم سارے برصغیر کو پاکستان میں پناہ دے سکیں گے۔

برصغیر کے مسلمان بادشاہوں نے صدیوں حکومت کی، دن کو بادشاہ ہوتے تھے اور رات کو اللہ کے حضور میں گنہگار آدمی کی حیثیت سے سربسجود ہوتے وقت مشائخ کی دعاؤں کے ہمیشہ طلبگار رہتے اور ان کی جوتیاں سر پہ رکھنا فخر سمجھتے۔ جو بادشاہ وقت کے شیخ کی جوتی سر پہ رکھنا فخر سمجھتا تخت ہند اس کے قدموں کے نیچے رہتا۔

اس لئے ہم صدر بھٹو سے التماس کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے انہیں نظریہ پاکستان کی تکمیل کے لئے موقع دیا ہے اور وہ اس آزمائش میں اسی صورت کامیاب ہو سکتے ہیں کہ وہ مشائخ عظام اور حضرات علماء کی باتوں کو درخور اعتنا نہ سمجھیں۔ جمعیت العلمائے پاکستان کا فرض صرف اتنا ہے کہ وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام کو کھول کھول کر بیان کرے۔ جمعیت کا یہ کام نہیں کہ وہ ولی خان کیطرح یہ

Marfat.com

دھمکیاں دے کہ ہم اسی زبان میں بات کریں گے جس زبان کو حکومت سنتی اور سمجھتی ہے۔ اللہ کے بندوں کا طریق کار سیاسی لوگوں سے مختلف ہوتا ہے۔ اللہ کے بندے صرف اللہ کا پیغام پہنچاتے ہیں جو اس پیغام کے سامنے سر تسلیم خم کرے تو ساری دنیا اس کے سامنے سر جھکا دیتی ہے۔ اگر وہ تکبر اور انانیت کا مظاہرہ کرے تو اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کو سزا بھی عبرتناک دیتا ہے۔

اس وقت ہمیں جن مایوسیوں کا سامنا ہے اس کی محض وجہ یہ ہے کہ ہم اللہ سے بیگانگی اختیار کئے ہوئے ہیں اور نظریہ پاکستان سے مخلص نہیں رہے۔

جمعیت العلمائے پاکستان کی یہ طے شدہ پالیسی ہے کہ حکومت کی مخالفت ان امور میں کی جائے جو قرآن و سنت کے نفاذ میں حائل ہیں۔ اب جب پاکستان کو اسلامی جمہوریہ قرار دے دیا گیا ہے تو کم از کم ایسا اہتمام تو ہونا چاہیئے جس سے معلوم ہو کہ یہ مسلمانوں کا ملک ہے اور یہاں مسلمان قوم آباد ہے۔ اگر ہمارے اطوار بھی غیر مسلموں جیسے ہوں تو پھر اللہ تعالےٰ ہمارا کس طرح مددگار ہو سکتا ہے، اللہ تعالےٰ کے نزدیک عمل کی اہمیت ہے۔

صدر بھٹو کی یہ خوش نصیبی ہے کہ حزب اختلاف میں حضرت مولانا شاہ احمد نورانی جیسی شخصیت بھی موجود ہے کہ ان کی تنقید ہمیشہ تعمیری ہوگی اور تعمیری تنقید کا حکومت کو خیر مقدم کرنا چاہیئے۔

Marfat.com

(روزنامہ "سعادت" لائلپور ۲۶ اپریل ۱۹۷۲ء)

اغیار کا اعتراف

روزنامہ "آزاد" لاہور (کیمونسٹ نظریہ کا حامی اخبار)

مولانا نورانی ملکی سیاست میں بگولے کی طرح آئے اور آندھی کی طرح چھا گئے۔ ماہنامہ "رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ مطابق مارچ ۱۹۷۲ء

شورش کاشمیری

آغا شورش کاشمیری مولانا شاہ احمد نورانی کی جرأت و بیباکی کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"ہم تک جو روائتیں پہنچتی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ نورانی صاحب نے لادینی عناصر کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس جماعت کے سامنے سرانداز ہونے سے انکار کرتے رہے جس جماعت کی اکلوتی آرزو ہے کہ مطلقہ سے حلالہ کرنے پر کب قادر ہو گی" ہفت روزہ "چٹان" لاہور ۳ مئی ۱۹۷۱ء

- ہفت روزہ "چٹان" لاہور نے اپنی ۳۱ جنوری ۱۹۷۲ء کی اشاعت میں "گستاخی معاف" کے عنوان سے ملکی اور بین الاقوامی حالات پر

Marfat.com

تبصرہ کرتے ہوئے جمعیت العلماء پاکستان کے ممتاز رہنما اور پارلیمانی قائد مولانا شاہ احمد نورانی کی بے باکی اور جرأتمندی کی تعریف کی ہے اخبار نے سابق صدر یحییٰ سے سیاسی رہنماؤں کی ملاقاتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

" مولانا نورانی وہ واحد مرد خدا تھے جنہوں نے دوران ملاقات صدر یحییٰ خاں کی مسلسل مے نوشی پر ترش لہجہ میں کہا تھا کہ " یحییٰ صاحب ہمارے سامنے مے نوشی بند کیجئے ورنہ ہم اٹھ کر چلے جائیں گے اور یحییٰ خاں نے مولانا کی سخت گرفت پر مے نوشی بند کر دی تھی "

اسی ہفت روزہ نے مزید لکھا ہے کہ شیخ مجیب الرحمٰن کی گرفتاری سے قبل آخری ملاقاتوں میں مولانا نورانی نے یحییٰ خاں کی ناکارہ فوجی حکمت عملی اور غلط اندازوں پر ٹوکتے ہوئے کہا تھا۔

سابق صدر یحییٰ نے جب تمام پارلیمانی لیڈروں کو بلایا تو ملکی حالات کو سدھارنے کے لئے علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی یحییٰ خاں سے کہا " صدر صاحب! آپ کا فرض ہے معاملات کو سدھاریں۔ صدر نے کہا میں کیا کروں، میں کسی کو اپنی بات ماننے پر مجبور تو نہیں کر سکتا میں تو عجیب مخمصے میں ہوں۔ اس پر نورانی میاں غصّے سے بولے آپ مؤذن تو نہیں ہیں کہ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ کہا اور آپ کا فرض ادا ہو گیا۔ آپ اسمبلی میں معاملات کیوں طے نہیں کراتے "

یہ بات خان عبدالولی خان نے مجیب الرحمٰن شامی کو انٹرویو دیتے ہوئے بتائی ہے۔

ہفت روزہ "زندگی" لاہور ۲۸ فروری ۱۹۷۲ء)

بھٹو کے دور میں اعلائے کلمۃ الحق

مسٹر بھٹو کے اقتدار سنبھالنے کے بعد مولانا نورانی جس طرح اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کر رہے ہیں اور موجودہ حکومت کو راہِ راست پر لانے کی جو کوشش کر رہے ہیں وہ آپ کی جرأت و ہمت، حق گوئی و بے باکی اور دوراندیشی و فراست کا واضح ثبوت ہے آپ نے گذشتہ دنوں کراچی کے جلسہ عام میں واشگاف الفاظ میں حکومتِ وقت کو پیش آمدہ خطرات اور متوقع سانحات سے خبردار فرمایا۔ آپ کا دوٹوک مطالبہ تھا کہ ملک سے مارشل لار کی لعنت کو ختم کیا جائے اور اہم ملکی و بین الاقوامی معاملات سے نمٹنے کے لئے فی الفور اسمبلی کا اجلاس بلایا جائے اور موجودہ حکومت اس راستے پر گامزن نہ ہو جس پر چل کر سابق حکمرانوں نے ملک و قوم کو تباہی و بربادی کے جہنم میں دھکیل دیا ہے اور ہم تاریخ اسلام کی اولین ذلت و عبرتناک شکست سے دوچار ہوئے ہیں۔
مولانا شاہ احمد نورانی نے موجودہ بحران سے عہدہ برآ ہونے کے لئے

Marfat.com

پانچ نکاتی فارمولا پیش کیا ہے اسے محتاط سے محتاط الفاظ میں موجودہ مسائل کا بہترین حل کہا جا سکتا ہے مولانا نورانی نے پانچ نکاتی فارمولا پیش کرتے ہوئے ایک بیان میں کہا کہ

"سقوطِ مشرقی پاکستان کے بعد ملک کا باقی ماندہ وجود بھی لرز رہا ہے اور اگر اب بھی عوام اور سیاسی رہنماؤں نے صورت حال کی نزاکت اور اپنی ذمہ داریوں کا احساس نہ کیا تو ہم اپنا رہا سہا وجود بھی برقرار نہیں رکھ سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جمعیت العلمائے پاکستان نے ۱۹۷۰ کی انتخابی مہم اور اس کے بعد سے اب تک مسلسل اس بات پر زور دیا ہے کہ اس ملک کے تحفظ اور بقاء کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ یہ ہے کہ یہاں سچی اور حقیقی جمہوریت نافذ کی جائے اور نظریۂ پاکستان اور اسلام کے رشتۂ اخوت و مساوات اور اقتصادی انصاف کو نافذ کرنے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں۔ بہرحال جو ہوا اس کا مرثیہ پڑھنے کی بجائے ہمیں اس سے سبق لینا چاہیئے۔ موجودہ صورتحال میں قومی استحکام کی واحد صورت یہ ہے کہ۔

۱۔ یحییٰ خان پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے۔

۲۔ مشرقی پاکستان میں پاکستان دوست باشندوں کے جان و مال کے تحفظ اور ۹۳ ہزار پر عمالی فوجیوں کی واپسی کی کاروائی تیز کی جائے اور اس مقصد کے لئے عوام کو حکومت اعتماد میں لے۔ مسئلہ کے جذباتی اور انسانی پہلوؤں کے پیشِ نظر پر اسرار انداز اختیار کرنے سے گریز

کیا جائے۔

۳۔ ملک سے مارشل لاء ختم کیا جائے۔ عبوری آئینی ڈھانچے میں ترمیم کر کے پارلیمانی نظامِ حکومت کے تحت قومی و صوبائی اسمبلیوں کے اجلاس بغیر کسی تاخیر کے طلب کئے جائیں اور شہریوں کے مکمل حقوق بحال کئے جائیں۔

۴۔ اسلام کو محض نعرہ بازی اور سیاسی اسٹنٹ کے طور پر استعمال نہ کیا جائے بلکہ اسلامی اخوت و مساوات کی حقیقی روح کے مطابق انقلابی سماجی، اقتصادی اصلاحات کی جائیں۔ یہ اصلاحات اسی وقت دیرپا اور پائیدار ہو سکتی ہیں جب جمہوری طور پر اسمبلی کے ذرائع سے ہوں۔

۵۔ مسلح افواج کے سیاست میں حصہ لینے پر مکمل پابندی عائد کی جائے تاکہ مستقبل میں کبھی فوجی ذرائع سے اقتدار پر قبضہ جمانے کا امکان باقی نہ رہے۔"

روزنامہ "جنگ" کراچی ۱۵ جنوری ۱۹۷۲ء

Marfat.com

اسمبلی میں تقاریر

Marfat.com

قومی اسمبلی میں زوردار تقریر

۱۵ اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں مسودہ آئین پر جمعیت العلمائے پاکستان کے مولانا شاہ احمد نورانی کی تقریر بہت زوردار تھی۔ انہوں نے آغاز میں کہا کہ مسوّدہ آئین ہاؤس میں پیش کیا گیا ہے۔ وہ اسلام کی روح کے منافی ہے۔ اس میں اگرچہ بعض ایسی دفعات شامل ہیں جو بظاہر اسلامی نظر آتی ہیں لیکن ان میں کوئی اسلامی روح کارفرما نہیں ہے۔ حکومت کی تمام نیک نیتی کے باوجود ان دفعات سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان میں وہ تاریخ متعین نہیں کی گئی جس تاریخ کو بینکوں کا سود، شراب اور نائٹ کلبوں اور اس قسم کی دوسری چیزوں سے قوم کو نجات ملے گی۔

انہوں نے کہا کہ ستم ظریفی یہ ہے کہ دوسری اصلاحات تو حکومت انتہائی عجلت میں نافذ کرتی جا رہی ہے لیکن جو برائیاں معاشرہ کو گھن کی طرح کھا رہی ہیں ان کو دور کرنے کے لیئے کوئی وقت مقرر نہیں کیا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ ٹیکنیکل اداروں میں بھی اسلامی تعلیم رائج کی جائے۔

مسلمان کی تعریف

علامہ شاہ احمد نورانی نے کہا کہ آئین میں اسلام کی تعریف متعین کی

گئی ہے۔ یہ مسلمان کی در آں حالیکہ منکرین ختم نبوت، دہریئے اور کیمو
مسلمانوں کے نام رکھ کر چور دروازے سے اسلام کی صفوں میں گھس آ
ہیں اور مسلمانوں کے اندر انتشار برپا کر رہے ہیں۔ آئین کے اندر مسلما
کی تعریف میں یہ بات درج ہونی چاہیئے کہ مسلمان وہ ہے جو خدا کی وحد
قیامت کے آنے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے
یقین رکھتا ہو۔ جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں سمجھ
وہ دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

مولانا نورانی جب یہ صراحت فرما رہے تھے تو پیپلز پارٹی کی صفو
میں بے چینی پھیلی ہوئی تھی جس سے صاف محسوس ہوا کہ تیر نشانے
بیٹھتے ہیں۔

ہفت روزہ "ایشیا" لاہور ۲۳ اپریل ۱۹۷۲ء
ہفت روزہ "المنبر" لائلپور ۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء
روزنامہ "مشرق" لاہور ۱۶ اپریل ۱۹۷۲ء

علامہ شاہ احمد نورانی کا اسمبلی میں ولولہ انگیز مجاہدانہ خطاب

جمعیت العلمائے پاکستان کی پارلیمانی پارٹی کے قائد علامہ شاہ احمد نورانی نے شملہ معاہدہ پر سخت تنقید کی اور اسے اعلان تاشقند سے بھی بُرا قرار دیا۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے اس معاہدے کے ذریعے مشرقی پاکستان پر جارحیت کو تسلیم کر لیا ہے۔ اس معاہدے میں پاکستان کے قومی مفادات کی قطعاً حفاظت نہیں کی گئی۔ مشرقی پاکستان سے الگ کرنے کے بعد بھارت اس معاہدہ کے ذریعے مغربی پاکستان کو بھی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش کرے گا اور یہ سب کچھ امن کی آڑ میں ہو گا۔

انہوں نے کہا بعض لوگ اعلان تاشقند کی مخالفت کے نام پر برسر اقتدار آئے لیکن اب ان ہی لوگوں نے شملہ جا کر ایک معاہدے پر دستخط کر دیئے ہیں جس کی رو سے حقیقت میں جموں و کشمیر کی جنگ بندی لائن کو بین الاقوامی سرحد تسلیم کر لیا گیا ہے۔ انہوں نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اعلانِ تاشقند میں دونوں ملکوں نے جنگ بندی لائن سے اپنی اپنی فوجیں ہٹانے پر رضامندی ظاہر کی تھی لیکن اب جموں و کشمیر میں سترہ دسمبر کی لائن آف کنٹرول کو ہی جنگ بندی لائن قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ معاہدہ کی رو سے اب پاکستان حریت پسند کشمیریوں کی جدوجہد آزادی کی حوصلہ افزائی نہیں کر سکتا اور نہ ہی مشرقی پاکستان میں ایک پاکستان کی تحریک کو امداد دے سکتا ہے۔

۲۔ مولانا نورانی نے فرمایا کہ پاکستان اب بھارت کی رضامندی کے بغیر کشمیر کے تنازعے کو سلامتی کونسل میں پیش نہیں کر سکتا اور بھارت کبھی بھی پاکستان کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں دے گا اور صرف بات چیت پر ہی اصرار کرے گا۔ اس طرح پاکستان عملاً کشمیر کے موقف سے دستبردار ہو گیا ہے۔ مولانا نے کہا شملہ معاہدہ میں ثقافتی وفود کی آڑ میں بھارت اپنے جاسوس اور مداخلت کار پاکستان بھیجنا شروع کر دے گا جو باقی پاکستان کو بھی منتشر کرنے کے لئے کام کریں گے۔

۳۔ مولانا نے کہا کبھی یہ کہا گیا تھا کہ پاکستان بھارت کے خلاف اپنی جنگ ایک ہزار سال تک جاری رکھے گا۔ یہ وہ جذباتی اعلان تھا جس نے پیپلز پارٹی کو عام انتخابات میں سرخرو کر دیا لیکن اب اس جماعت کے حکمرانوں نے شملہ میں جا کر اس معاہدے پر دستخط کر دیئے۔

۴۔ اور پاکستان نے بھارت کو ایسا امن پسند تسلیم کر لیا ہے۔ جو پر امن بقائے باہمی پر ایمان رکھتا ہے حالانکہ بھارت کی جارحیت سب پر عیاں ہے۔ انہوں نے کہا کہ مشرقی پاکستان کا المیہ ایک بین الاقوامی سازش کا نتیجہ ہے جس میں روس جیسی بڑی طاقت بھی شامل ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ صدر بھٹو جذباتی انداز میں ایک ہزار

سال تک جنگ لڑنے کا نعرہ بلند کرتے تھے لیکن جب پوچھا گیا کہ اب کیوں اس نعرے سے دستبردار ہوئے ہیں تو اس کا جواب ملا کہ اس وقت پاکستان ایک تھا، اب نصف رہ چکا ہے حالانکہ اس صورت میں کم از کم پانچ سو سال تک جنگ لڑنی چاہیئے۔ (پریس رپورٹ)

"رضائے مصطفیٰ" گوجرانوالہ بابت اگست ۱۹۷۲ء

پاکستان میں تبلیغی دورے

علامہ شاہ احمد نورانی نے پاکستان کے مندرجہ ذیل مقامات کے تبلیغی دورے کیئے۔

کراچی، لاہور، راولپنڈی، جہلم، ہری پور ہزارہ کیمبلپور، حسن ابدال، چکوال، گجرات، لالہ موسیٰ۔ گوجرانوالہ، ڈسکہ، سیالکوٹ، ملتان، خانیوال اوکاڑہ، ساہیوال، منڈی بہاءالدین، بھلکھی، جادہ، مریدکے، لائلپور وغیرہ ان میں بعض دوروں کے مختصر بیانات آگے ملاحظہ فرمائیں۔

علّامہ شاہ احمد نورانی

کے

مختصر اخباری بیانات

Marfat.com

نظامِ مُصطفٰی کے نفاذ کیلئے جدوجہد جاری رہے گی

ایک لاکھ سے زیادہ مسلمانوں سے جشنِ میلاد النبی کے موقع پر

علامہ شاہ احمد نورانی کا خطاب

کراچی جمعیت العلمائے پاکستان کے پارلیمانی قائد مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ پاکستان میں کوئی لادینی نظام نافذ نہیں ہونے دیا جائے گا بلکہ یہاں صرف نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کا سکہ چلے گا۔ علامہ شاہ احمد نورانی نشتر پارک کراچی میں ایک بہت بڑے جلسۂ عام سے خطاب کر رہے تھے جو عید میلاد النبی کے موقع پر مرکزی جماعت اہلسنّت کے زیرِ اہتمام منعقد کیا گیا تھا۔ مولانا نورانی نے اعلان کیا کہ علماءِ اہلسنّت وطن عزیز کی جدوجہد میں شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں اسمبلی کے اندر اور اسمبلی کے باہر نظامِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے لیئے جدوجہد کرتے رہیں گے اور انہیں عوام اہلسنت نے جس مقصد کے لیئے اسمبلی میں بھیجا ہے اسے پورا کرنے کے لیئے ہر ممکن قربانی دیں گے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے کراچی کے عوام کو مبارکباد پیش کی کہ انہوں نے جس جوش وخروش کے ساتھ میلادِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم کی محافل

منعقد کی ہیں وہ قابلِ فخر ہے۔
(ہفت روزہ "المدینہ" کراچی ۲۵ ربیع الاول شریف مطابق ۵ مئی ۱۹۷۲ء)

افضل الرسل

سراج الملت علامہ پیر محمد حسین شاہ علی پوری علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کو تصنیف فرما کر اہلِ سنت وجماعت پر احسان فرمایا ہے طرزِ تحریر نہایت شائستہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی افضلیت پر جو دلائل بیان فرمائے ہیں وہ مخالفین کے نزدیک ابھی ناقابلِ انکار ہیں۔ قیمت۔ ۳/۰ روپے

ملنے کا پتہ

نورانی بک ڈپو جادہ جہلم

Marfat.com

شراب پی کر اور نائٹ کلبوں میں بسیرا کر کے ملک کا تحفّظ نہیں کیا جا سکتا

ہمیں مراعات نہیں اسمبلی چاہیئے۔ محمود علی قصوری کو مولانا نورانی کا جواب

کراچی جمعیت العلماء پاکستان

کے رہنما اور پارلیمانی قائد مولانا شاہ احمد نورانی نے ملک کے موجودہ بحران کو تاریخ کا تاریک ترین بحران قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس بحران نے مسلمانوں کو عالمی برادری میں رسوا کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہمارے ملک کے آدھے سے زیادہ حصّے پر بھارتی فوجوں کا قبضہ ہے۔ مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھوں نکل چکا ہے۔ کیا یہ حقائق اس بات کے لئے کافی نہیں کہ ہم نے جو ذلت و رسوائی اٹھائی ہے اس کی نظیر تاریخ اسلام میں نہیں ملتی۔

مولانا نے کہا ملک کی تاریخ کو مسخ کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن عوام شہیدوں کے خون سے لکھی ہوئی اس تاریخ کو مسخ نہیں ہونے دیں گے۔

انہوں نے کہا جنرل نیازی اور ان کے جیالے ساتھیوں نے ہتھیار

Marfat.com

کیوں ڈالے؟ انہیں شہادت کی موت مرنے کی بجائے قید کی زندگی کس سازش نے اختیار کرائی، یہ ایک ایسا سربستہ راز ہے جو ان کے مغربی پاکستان واپس آنے پر ہی کھل سکتا ہے۔ انہوں نے کہا ان دنوں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ جنرل نیازی اور ان کے ساتھی لڑنا نہیں چاہتے تھے، یہ ایک بہتان ہے اور اس قسم کا تاثر دینے والے مسلم قوم کی شجاعت کو چیلنج کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی تاریخ کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

مولانا نورانی نے کہا وطن عزیز کے ایک حصہ میں مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی گئی، ہندوؤں اور مکتی باہنی نے خون پانی کی طرح بہایا ہے، محب وطن پاکستانی کو لوٹا گیا اور پاکستان کی محبت میں سزائیں دی گئیں اور یہ خونی کھیل اب تک کھیلا جا رہا ہے۔ انہوں نے جوشیلے انداز میں بھرائی ہوئی آواز سے شیخ مجیب الرحمٰن سے اپیل کی کہ وہ مشرقی پاکستان میں قتل عام بند کرائیں۔

مولانا نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ ۹۳ ہزار فوجیوں اور ہزاروں سول ملازمین کی واپسی کے لئے حکومت کسی سرگرمی کا مظاہرہ نہیں کر رہی۔ اس سلسلہ میں سرگوشیاں ہو رہی ہیں، عوام کو اندھیرے میں رکھا جا رہا ہے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ شراب میں پی کر اور نائٹ کلبوں میں بسیرا کر کے ملک کا تحفظ ممکن نہیں کیونکہ پاکستان میں اگر شراب اور

Marfat.com

دیگر لوازمات پر مکمل پابندی نہ لگائی تو مغربی پاکستان کو بھی خطرات سے نہیں بچایا جاسکتا۔

انہوں نے مطالبہ کیا کہ قوم پر ذلت ورسوائی مسلط کرنے کے ذمہ دار افراد پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلایا جائے اور ملک سے مارشل لاء فوراً ختم کیا جائے کیونکہ یہ قوم کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔

مولانا نورانی نے وزیر قانون محمود علی قصوری کے اس اعلان کو جس کے مطابق ۲۰ دسمبر سے اسمبلی کے ممبران کو تمام مراعات دی گئی ہیں مضحکہ خیز قرار دیتے ہوئے حقارت سے مسترد کر دیا۔ مولانا نے انتہائی جرأت مندی سے اعلان کیا کہ ہمیں مراعات اور الاؤنس نہیں، اسمبلی چاہیئے اور جمہوری آواز چاہیئے کیونکہ ہم نے انتخاب الاؤنس کے لئے نہیں بلکہ عوام کی آواز اسمبلی تک پہنچانے کے لئے لڑا تھا۔

انہوں نے جمعیت کے اس موقف کو دھرایا کہ ان کی جماعت جمہوریت کی بحالی اور اسلام کو برسر اقتدار لانے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرے گی۔

(ہفت روزہ "المدینہ" ۴ ذوالحجہ ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱ جنوری ۱۹۷۲ء)

علامہ شاہ احمد نورانی نے ایم ایم احمد کو برطرف کرنے کا سب سے پہلے مطالبہ کیا مندرجہ ذیل بیان میں جمعیّت العلمائے اسلام کے رہنماؤں نے آپ کے مطالبہ کی حمایت کی۔

جمعیّت علمائے اسلام کے مقتدر رہنماؤں کی طرف سے ایم ایم احمد کو برطرف کرنے کے مطالبہ کی حمایت

مولانا نورانی نے جرأت مندانہ بیان دے کر کروڑوں اسلامیان پاکستان کی ترجمانی کی ہے۔ "المدینہ" کے نام مولانا عبید اللہ، مولانا ضیاء القاسمی اور مولانا زاہد کا مکتوب۔

کراچی۔ جمعیّت العلمائے اسلام پنجاب کے امیر مولانا عبید اللہ انور، جنرل سیکرٹری مولانا ضیاء القاسمی اور جمعیّت کی لاہور شاخ کے ناظم مولانا زاہد الراشدی نے ایک مشترکہ بیان میں جمعیّت العلمائے پاکستان کی پارلیمانی پارٹی کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی کے اس موقف کی تائید اور حمایت کی ہے جس میں انہوں نے ایم ایم احمد کو برطرف کرنے اور ان پر حملہ کرنے والے ملزم اسلم قریشی پر کھلی عدالت میں مقدمہ چلانے کا مطالبہ کیا ہے۔ جمعیّت کے دونوں رہنماؤں کی جانب سے مولانا زاہد الراشدی نے "المدینہ" کے نام ایک مکتوب میں کہا ہے کہ ایم ایم احمد کو برطرف کرنے کے اہم مسئلہ پر مولانا نورانی نے آواز اٹھا کر ملک کے تمام دینی مکاتب فکر اور کروڑوں

Marfat.com

اسلامیانِ پاکستان کی بجا طور پر ترجمانی کی ہے۔

مکتوب میں مولانا نورانی کو ان کے جرأت مندانہ بیان اور "المدینہ" کو اس مہم میں حصہ لینے پر ہدیہ تبریک پیش کرتے ہوئے اس کو مقدس مشن قرار دیا ہے اور اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلایا ہے۔ آخر میں دعا کی گئی ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں مل جل کر ملک میں اسلامی اقدار و عقائد کے تحفظ کی توفیق عطا فرمائے

۲۲ رمضان المبارک ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۲/۱۱/۷۱ ہفت روزہ "المدینہ" کراچی

مولانا نورانی اور علامہ ازہری کا سندھی بھائیوں سے اظہار عقیدت

اسلام آباد۔ قومی اسمبلی کے سہ روزہ افتتاحی اجلاس میں جمعیت العلمائے پاکستان کے پارلیمانی لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی اور ڈپٹی لیڈر علامہ عبدالمصطفٰے ازہری سندھی بھائیوں سے عقیدت و محبت کے اظہار کے طور پر اپنے کاندھوں پر سندھ کے روایتی انداز میں اجرک ڈال کر تشریف لائے۔ سندھ کی قدیم روایت کے مطابق سندھی مسلمان خوشی کے خاص موقعوں پر "اجرک" استعمال کرتے ہیں۔

یاد رہے کہ جمعیت کے دونوں رہنما سندھ سے رکن اسمبلی منتخب ہوئے ہیں۔

(ہفت روزہ "المدینہ" ۱۶ ربیع الاول شریف ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۷۲ء)

Marfat.com

اخبارات کی آواز دبانے سے باقی ماندہ پاکستان کو خطرہ

کراچی۔ جمعیت العلمائے پاکستان کی پارلیمانی پارٹی کے قائد مولانا شاہ احمد نورانی نے اخبارات کے نام وزیر اطلاعات کے طویل خط اور مشیروں کی کھلی دھمکیوں کو اختلاف رائے، تنقید موافق اور مخالف نقطہ ہائے نظر کے برملا اظہار کے جمہوری حق سے محروم کرنے کی ایک سازش قرار دیتے ہوئے خبردار کیا ہے کہ اگر اخبارات کی اس آواز کو جو بجا طور پر قوم کی آواز ہے، دبانے کی کوشش کی گئی تو باقی ماندہ پاکستان کا وجود بھی خطرے میں پڑ جائے گا کیونکہ پاکستان اسلام اور جمہوریت کے نام پر ہی قائم رہ سکتا ہے۔

(ہفت روزہ "المدینہ" ۲ محرم الحرام ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۸ فروری ۱۹۷۲ء)

ہمیں کوئی طاقت نہیں خرید سکتی

گوجرانوالہ۔ جمعیت العلمائے پاکستان کے پارلیمانی لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ ہم اسمبلی کے اندر اور باہر اسلامی نظام کے نفاذ کے حق میں جدوجہد جاری رکھیں گے اور اس سلسلے میں کوئی طاقت ہمیں خرید نہیں سکتی وہ گذشتہ شب یہاں شیرانوالہ باغ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کر رہے تھے

Marfat.com

مولانا شاہ احمد نورانی نے اعلان کیا کہ ہم نے اسمبلی میں مولانا کوثر نیازی کے اس چیلنج کو قبول کر لیا تھا جو انہوں نے مسلمان کی تعریف کے سلسلے میں دیا تھا اور کہا تھا کہ علمار کرام مسلمانوں کی تعریف کے بارے کے متفق نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسمبلی میں تمام اسلامی جماعتوں کے نمائندوں نے متفقہ طور پر مسلمان کی جامع اور مکمل تعریف لکھ کر پیش کر کے ثابت کر دیا تھا کہ علمار میں مسلمانوں کی تعریف اور اسلامی آئین کے متعلق کوئی اختلاف رائے نہیں۔ جو لوگ اس قسم کی باتیں کرتے ہیں وہ اسلامی نظام سے فرار کا بہانہ تلاش کرتے ہیں لیکن وہ یاد رکھیں کہ ہم انہیں کوئی بہانہ بنانے کی اجازت نہیں دیں گے۔ مولانا نے کہا مسلمان وہ ہے جو کتاب وسنت اور ضروریاتِ دین پر یقین رکھتا ہو۔ اور قرآن کو ان تشریحات کے مطابق مانتا ہو جو سلف صالحین نے کی ہیں۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی تسلیم کرتا ہو۔ انہوں نے کہا کہ اگر اسلامی آئین میں مسلمان کی یہ تعریف شامل نہ کی گئی تو ہم ایسے آئین کو اسلامی آئین نہیں کہیں گے۔

مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ بھٹو بار بار اسلام کے لئے جان قربان کرنے کا اعلان کرتے ہیں، قوم کو ان کی جان کی ضرورت ہے اس لئے وہ فی الحال جان قربان نہ کریں بلکہ اسلام کے لئے شراب کے استعمال اور درآمد پر پابندی عائد کریں۔

(روزنامہ "جنگ" راولپنڈی ۱۲ر اپریل ۱۹۷۲ء)

اسلامی نظام نافذ کرنے کا عزم

مولانا شاہ احمد نورانی نے میٹھادر کراچی میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ عوام میں کتنا ہی انتشار کیوں نہ پھیلایا جائے شمع رسالت کے پروانے دین متین کی خدمت کرنے اور اس ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنے کا جو عزم لے کر اٹھے ہیں اسے پایۂ تکمیل تک پہنچائے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے۔

(ماہنامہ "آئینہ" لاہور بابت جنوری ۱۹۷۳ء)

ملک کے خلاف سازشیں حکمران جماعت کی طرف سے

اور

فرانسیسی طرز کے آئین کا مقابلہ

ساہیوال۔ قومی اسمبلی کے رکن اور جمعیت العلمائے پاکستان کے پارلیمانی گروپ کے لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کہ حکمران پارٹی نے ملک کا مستقل آئین فرانسیسی آئین کی طرز پر بنانے کی کوشش کی تو اسمبلی میں تمام اپوزیشن پارٹیاں اس کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گی۔ یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اپوزیشن پارٹیاں ایک جمہوری پارلیمانی نظام حکومت پر یقین رکھتی ہیں جس میں

Marfat.com

ددایوانی مقننہ ہو۔ انہوں نے کہا مرکزی وزیر قانون و پارلیمانی امور میاں محمود علی قصوری نے اپنے ایک حالیہ اخباری بیان میں انکشاف کیا تھا کہ مستقل آئین فرانسیسی آئین کی روشنی میں تیار کیا جا رہا ہے۔

مولانا نورانی نے کہا کہ ہم آئین کمیٹی اور قومی اسمبلی دونوں جگہ ایسے آئین کی مخالفت کریں گے، اگر حکمران پارٹی نے اپنی اکثریت کے بل بوتے پر ایسے آئین کی مسلط کرنے کی کوشش کی تو اس کے خلاف ایک ملک گیر مہم چلائی جائے گی۔

انہوں نے کہا ساری قوم مطالبہ کر رہی ہے کہ یحییٰ خان کے خلاف مقدمہ چلایا جائے، سپریم کورٹ اسے غدار اور غاصب قرار دے چکی ہے مگر حکمران پارٹی اسے پورا تحفظ دے رہی ہے۔ انہوں نے سوال کیا کہ کیا قوم کے خلاف یہ سازش نہیں ہے؟ انہوں نے الزام لگایا کہ حکمران پارٹی نے صوبہ سندھ میں سندھی کو سرکاری زبان بنا کر خون خرابہ کرایا۔ مولانا نورانی نے کہا کہ پارلیمانی نظام عوام کے مزاج کے مطابق ہے اور حکمران پارٹی بھی اپنے منشور میں کہہ چکی ہے آئین پارلیمانی طرز کا ہوگا۔

انہوں نے حکومت کے ان الزامات کی مذمت کی کہ اپوزیشن پارٹیاں ملک کے خلاف سازش کر رہی ہے۔ انہوں نے کہا حقیقت یہ ہے کہ حکمران پارٹی اور اس کے لیڈر ملک کے خلاف سازش کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے "سندھو دیش" کی طرف راستہ صاف

Marfat.com

کرنے کے لئے مشرقی پاکستان کا المیہ سندھ میں دہرانے کی کوشش کی تھی، کیا یہ ملک کے خلاف سازش نہ تھی؟

انہوں نے کہا حمود الرحمٰن کمیشن کی رپورٹ عوام کے مطالبے کے باوجود شائع نہیں کی جا رہی۔ کیا یہ بھی سازش نہیں؟

انہوں نے کہا پیپلز پارٹی کی قیادت اپوزیشن پارٹیوں کو سازشی قرار دے رہی ہے مگر اس کے ساتھ ہی جی ایم سید کے ساتھ مصالحت کرنا چاہتی ہے جن کے نظریات کسی سے ڈھکے چھپے نہیں ہیں۔ مسٹر جی ایم سید کو غدار اور سازشی کیوں نہیں قرار دیا جاتا۔

انہوں نے کہا کہ صدر بھٹو نے کراچی میں ایک بیان دیا تھا کہ وہ سندھیوں کی حمایت کرنا نہیں چھوڑ سکتے۔

انہوں نے کہ یہ پاکستان کے باقی ماندہ حصے اور عوام کے خلاف سازش ہے۔ انہوں نے دعویٰ کیا کہ حکمران پارٹی اور صدر بھٹو عوام کا اعتماد کھو بیٹھے ہیں اس لیے حکومت کو مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ مولانا نورانی نے مطالبہ کیا کہ سندھ میں لسانی فسادات کی تحقیقات کے لیے سپریم کورٹ کے کسی جج کو مقرر کیا جانا چاہیئے۔ انہوں نے بتایا کہ ہنگاموں کے دوران پاکستان نیوی نے ملکی ساختہ اسلحہ بارود کے ایک بڑے ذخیرے کو اپنے قبضے میں لیا تھا۔

انہوں نے اخبارات کی آزادی بحال کرنے کا بھی مطالبہ کیا ہے۔

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۷/ اگست ۱۹۷۲ء

Marfat.com

وزارت اور سفارت کی پیشکش

سیالکوٹ۔ جمعیت العلمائے پاکستان کے صدر اور قومی اسمبلی میں پارلیمانی لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی نے سیالکوٹ میں ایک جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت نے انہیں وزارت اور سفارت کے عہدے کی پیشکش کی تھی۔ لیکن انہوں نے حکومت کا کوئی عہدہ قبول نہیں کیا کیونکہ وہ چاہتے ہیں کہ جمعیت کے رہنما کو نہیں بلکہ اس ملک میں دینِ مصطفےٰ کو برسرِ اقتدار لایا جائے۔

آپ نے مزید کہا کہ ۱۹۶۵ء کی کامیاب معرکہ آرائی کے بعد ۱۹۷۱ء میں ہمیں بھارت کے ہاتھوں جو شکست ہوئی ہے اس کی مثال تاریخ عالم میں نہیں مل سکتی۔ انہوں نے کہا کہ ایک طرف مسلمانوں سے یہودیوں نے بیت المقدس چھین کر ہمیں کعبۂ اول سے محروم کر دیا اور دوسری طرف مشرقی پاکستان میں ہم سے بیت المکرم بھی جاتا رہا۔

انہوں نے کہا کہ قوم کو ماضی کی تلخیوں اور حقائق کو پس پشت نہیں ڈالنا چاہیئے کیونکہ ماضی کو بھول کر ہم مستقبل کی تعمیر نہیں کر سکتے۔

انہوں نے کہا کہ جمعیت العلمائے پاکستان ایک مذہبی ہی نہیں بلکہ سیاسی جماعت بھی ہے اور ملکی سیاست میں بھرپور حصہ لے رہی ہے۔ انہوں نے کہا کہ جمعہ کے روز تعطیل کرنے اور عورتوں میں پردہ کی پابندی کی تحریک کی مخالفت سیالکوٹ کے رکن اسمبلی

نے کی ہے ۔

روزنامہ "جنگ" راولپنڈی ۸ ۲ر اگست ۱۹۷۲ء

ہوش سنبھالو

اوکاڑہ میں مولانا غلام علی اوکاڑوی کی سرکردگی میں دارالعلوم اشرف المدارس کے زیرِ انتظام عظیم الشان "تحفظ اسلام کانفرس" سے خطاب کرتے ہوئے علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی نے فرمایا کہ ہم انشاء اللہ اس ملک میں اسلامی آئین لاکر دم لیں گے اور اگر اس میں مزاحمت کی گئی تو اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے گا۔

مولانا نورانی نے لوگوں سے کہا کہ وہ اب "ہے جمالو" کی بجائے "ہوش سنبھالو" کا نعرہ لگائیں۔

ماہنامہ "رضائے مصطفےٰ" گوجرانوالہ ستمبر ۱۹۷۲ء

احکام خداوندی سے روگرانی کا نتیجہ

مولانا شاہ احمد نورانی نے سیالکوٹ کے عظیم الشان جلسۂ عام سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سقوطِ مشرقی پاکستان کی سب سے اہم اور بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی منزل یعنی اسلام سے بہت دور ہو گئے تھے ۔ ہم نے خدا کے دین کو نافذ کرنے کا جو عہد کیا تھا اس سے بدعہدی

Marfat.com

کی جس کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب باقی ماندہ پاکستان کا تحفظ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ اس ملک میں اسلامی آئین نافذ کر کے خدا کے ساتھ کئے گئے دیرینہ وعدہ کو پورا کیا جائے۔

روز نامہ "وفاق" لاہور ۳۰ اگست ۱۹۷۲ء

اسلامی نظام کا نفاذ

"لالہ موسیٰ میں جمعیت العلمائے پاکستان کے زیر اہتمام منعقدہ جلسہ سے مولانا شاہ احمد نورانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جو شخص خود اسلام کا پابند نہ ہو وہ ملک میں اسلامی نظام نافذ نہیں کر سکتا۔ انہوں نے غیر اسلامی قوانین منسوخ کرنے اور اسلامی آئین نافذ کرنے کا مطالبہ کیا۔

روز نامہ "جنگ" راولپنڈی ۶ اگست ۱۹۷۲ء

پختہ عزائم

جمعیت العلمائے پاکستان جہلم کے زیر اہتمام عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے علامہ شاہ احمد نورانی نے فرمایا کہ ہمارے عزائم نیک اور پختہ ہیں لہذا جیل کی آہنی سلاخیں یا کوئی اور طاقت ہمیں اعلانِ

حق کرنے سے نہیں روک سکیں ۔

اخبارات میں اس عظیم الشان جلسہ سے متعلق علامہ شاہ احمد نورانی کا خطاب درج ذیل ہے ۔

"جمعیت العلمائے پاکستان کے رہنما مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ہے کہ ملک بے شمار مسائل میں گھرا ہوا ہے اور مسائل دن بدن بڑھتے جارہے ہیں اگر یہ سلسلہ جاری رہا تو ہو سکتا ہے کہ ملت کی کشتی ایک طرف جھک جائے ۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنا ضروری ہے ۔

انہوں نے کہا کہ مسلمان کی تعریف کو آئین میں شامل کیا جائے یہ اعلانِ حق بلند کرنے سے ہمیں دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی ۔"

جہلم کے اس فقید المثال میں دوسرے مقررین کے مختصراً بیانات یوں ہیں جو کہ اخبارات میں شائع ہوئے ۔

علامہ عبدالمصطفےٰ الازہری نے اپنی تقریر میں کہا کہ پیپلز پارٹی اب ناکام ہوچکی ہے اس لئے حکومت چیف جسٹس کے حوالے کرکے ملک میں انتخابات کرائے جائیں ۔

پروفیسر شاہ فرید الحق نے کہا کہ سندھ میں لسانی فسادات اور آئے دن جو جھگڑے ہو رہے ہیں وہ پیپلز پارٹی کے پیدا کردہ ہیں ۔ انہوں نے

Marfat.com

کہا نہیں اب منسوخ کرنے کو کہا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اگر بات کی تو زبان گدی سے کھینچ لی جائے گی۔

مولانا غلام سرور قادری نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک میں مکمل اسلامی آئین نافذ کیا جائے کیونکہ تمام مسائل کا حل اسلامی آئین کے نفاذ میں ہے۔

انہوں نے کہا کہ اگر اسلام کے خلاف کوئی آئین بنایا گیا تو اسے عوام قبول نہیں کریں گے۔

"نوائے وقت" ۱۱ اکتوبر "امروز" ۵ اکتوبر ۱۹۷۲ء

مرکزی اور صوبائی کابینہ میں حصّہ

مولانا شاہ احمد نورانی نے کراچی کے عظیم الشان جلسہ میں دعویٰ کیا کہ مرکزی وزیر داخلہ عبدالقیوم خان نے مرکز اور صوبائی سطح پر حکومت سے تعاون کرنے کے لئے مجھ سے کہا اور اس کے عوض انہوں نے ہمیں مرکزی اور صوبائی کابینہ میں حصّہ دینے کا کہا تھا لیکن ہم اس کے باوجود اپوزیشن میں رہے تاکہ اگر سرکاری پارٹی صراطِ مستقیم سے گمراہ ہو تو اسے سیدھی راہ پر ڈالا جائے۔

روزنامہ "جنگ" راولپنڈی ۳۰ اکتوبر ۱۹۷۲ء

Marfat.com

نورانی میاں آوے ہی آوے

پشاور ۔ ۲۲ اپریل متحدہ محاذ کے جلسے اور جلوس میں عوام کے انداز کچھ اور ہی تھے ۔ جلوس کا آغاز ہوا ۔ رہنما دو جیپوں پر سوار تھے ، پہلی جیپ میں " مولانا شاہ احمد نورانی تھے ۔ بہت سے لوگوں نے انہیں پیر صاحب پگارا سمجھا لیکن جب ان کی جیپ نزدیک آئی تو کئی لوگ چلا اٹھے ، یہ تو نورانی میاں ہیں ۔ کئی منچلے نوجوانوں نے ان کی جیپ کے گرد جمع ہو کر ۔

" سوہنا منڈا جاوے ای جاوے
نورانی میاں آوے ای آوے "

کے نعرے بھی لگا دیئے ۔

ہفت روزہ لیل و نہار ۲۹ اپریل ۱۹۷۳ء

انٹرویو

علامہ شاہ احمد نورانی

Marfat.com

ہم کسی ڈر اور خطرے کے بغیر کلمۂ حق کہنا اپنے لئے توشۂ آخرت سمجھتے ہیں

جمعیتہ علمائے پاکستان میں شخصیت پرستی کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا گیا ہے

سوال :۔ مولانا جمعیّت العلمائے پاکستان کے خانیوال کنونشن سے پہلے بہت سی باتیں سننے میں آ رہی تھیں۔ عام طور پر یہ خیال تھا کہ کنونشن میں متحدہ جمہوری محاذ کے ساتھ جمعیّت کی وابستگی کی منظوری حاصل نہیں کر سکیں گے۔ یہی نہیں آپ کی سیاسی سرگرمیوں کے پیشِ نظر جمعیّت کی قیادت بھی آپ سے چھین لی جائے گی۔ ان تمام توقعات اور قیاس آرائیوں کے برعکس آپ نے نہ صرف یہ کہ جمعیّت کے صدر بھی منتخب ہو گئے۔ بلکہ آپ نے متحدہ جمہوری محاذ کے ساتھ اپنی جماعت کی وابستگی کی منظوری بھی حاصل کر لی۔ یہ سب کچھ کیسے ممکن ہوا؟

جواب :۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری ہی جماعت کے بعض افراد اربابِ حکومت کے ایما پر مہم چلا رہے تھے۔ انہیں توقع تھی کہ وہ کنونشن کے مندوبین سے متحدہ جمہوری محاذ سے جمعیّت کی علیحدگی کا فیصلہ کرا لیں گے۔ ہم نے بحث کا دروازہ بند نہ کیا اور ان کے اس تاثر کو غلط ثابت کر دیا کہ ہم اس موضوع پر بحث نہیں ہونے دیں گے۔

Marfat.com

اور زبردستی محاذ سے وابستگی کی منظوری حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ سات گھنٹے مسلسل، جنرل کونسل میں اس مسئلہ پر بحث ہوئی۔ یہ یاد رہے کہ اس کنونشن میں جمعیت کی صرف مرکزی ہی نہیں بلکہ تمام صوبائی جنرل کونسلوں کے ارکان بھی شریک تھے۔ انکے علاوہ خصوصی دعوت پر بھی بہت سے اصحاب شریک ہوئے۔ بحث نماز عصر کے بعد شروع ہوئی۔ اور نمازوں اور کھانے کے وقفہ کے ساتھ رات کے دو بجے تک جاری رہی۔ صرف ۱۳ ارکان نے مخالفت کی۔ اور بھاری اکثریت نے محاذ کے ساتھ وابستگی کی منظوری دیدی۔

میرے خیال میں ہماری اس کامیابی کی سب سے بڑی وجہ ہے کہ ہم نے کھلے دل سے اس اہم مسئلہ پر عام بحث کی دعوت دی۔ اور دلائل کے ساتھ مخالفین کو قائل کیا۔ ہماری سب سے بڑی دلیل یہ تھی۔ کہ نیپ ہو یا جماعت اسلامی، جمعیت العلمائے اسلام ہو یا مسلم لیگ ہم نے اتحاد بارہ نکات کی بنیاد پر کیا ہے۔ اگر ان نکات میں کوئی برائی ہے تو بتایئے لیکن ان نکات پر کوئی اعتراض نہ کیا جا سکا۔ اور اس طرح ہمارے مخالفین کو شکست تسلیم کرنی پڑی۔

جمعیت العلمائے پاکستان کے صدر اور قومی اسمبلی میں پارلیمانی لیڈر مولانا شاہ احمد نورانی سے انٹرویو

جہاں تک میرے صدر منتخب ہونے کا تعلق ہے میرے خلاف نہ تو کوئی امیدوار کھڑا ہوا اور نہ کوئی ووٹ ہی میرے خلاف ڈالا گیا۔ اسی طرح ناظم اعلیٰ کا انتخاب بھی اتفاق رائے سے کیا گیا یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ جمعیت میں جنرل سیکرٹری کے لئے ناظم اعلیٰ کا نام استعمال کیا جاتا ہے۔ اس عہدے پر مولانا عبدالستار خاں نیازی منتخب ہوئے ہیں۔

شخصیت پرستی کا خاتمہ

ہم نے جمعیۃ کو درباری مشائخ اور صاحبزادگان سے پاک کر دیا ہے۔ (نورانی)

سوال :۔ مولانا! اچانوال کنونشن ہی میں جمعیت العلمائے پاکستان کا نیا دستور بھی منظور کیا گیا تھا۔ کیا آپ اس دستور کی موٹی موٹی باتوں پر کچھ روشنی ڈالیں گے۔

جواب :۔ نئے دستور پر ۱۶ گھنٹے کے قریب بحث و غور کا سلسلہ جاری رہا اور اس کے بعد اس کی منظوری دیدی۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ پاکستان میں جمعیت پر کسی فرد یا کسی مقتدر شخصیت کے شخصی اقتدار کی اجارہ داری ختم کر دی گئی ہے۔ وہ اس طرح کے نئے دستور کی رو سے صدر کا انتخاب صرف دو سال کے لیئے ہوگا۔ دو سال کے بعد بھی وہ صدارت کا انتخاب لڑنے کا اہل ہے۔ لیکن

دو مرتبہ کے بعد وہ تمام عمر جمعیّت کا صدر نہیں بن سکے گا۔ ہمارے نئے دستور کی یہ شق جمعیّت العلمائے پاکستان کو ملک کی تمام دوسری سیاسی جماعتوں سے ممتاز کر دیتی ہے۔ اس لیے کہ اس شق کے ذریعے سے جمعیت میں شخصیّت پرستی کا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا گیا ہے

سوال :۔ مولانا! عام طور پر یہ تاثر غلط یا صحیح طور پر پایا جاتا ہے کہ جس مکتبِ فکر سے آپ تعلق رکھتے ہیں اس میں حزبِ اختلاف میں رہنے کی گنجائش کم ہی ہوتی ہے۔ اور ماضی کی روایات بہت حد تک اس تاثر کی تائید بھی کرتی ہیں۔ لیکن آپ نے اور مولانا عبدالستار خان نیازی نے جو موقف ملکی سیاست میں اختیار کیا ہے۔ اس سے ماضی کی روایات ٹوٹتی نظر آرہی ہیں۔ کیا آپ اس تاثر پر تبصرہ فرمائیں گے؟

جواب :۔ یہ تاثر صحیح ہے اور ہم نے کوشش کی کہ ماضی کی روایات نے جو تاثر پیدا کر دیا تھا۔ اسے ختم کر دیں اور میں یہ دعویٰ کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ عملی طور پر ہم اس تاثر کو ختم کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں اب جمعیّت العلمائے پاکستان میں ایسے اصحاب قیادت پر فائز ہیں۔ جو کسی ڈر اور خطرے کے بغیر کلمۂ حق کہنا اپنے لئے باعث نجات اور توشۂ آخرت سمجھتے ہیں۔ کم از کم میں اپنی، مولانا عبدالستار خان نیازی اور اپنے تمام رفقاء کی جانب سے یہ یقین دلا سکتا ہوں کہ ہم پورے عزم اور حوصلے کے ساتھ کلمۂ حق کو انشاء اللہ بلند کرتے رہیں گے۔

سوال :۔ ایک صاحب، صاحبزادہ نذر دیوان، جمعیت العلمائے پاکستان کی قیادت کے دعوے دار ہیں۔ ان صاحب نے آپ کو غالباً کوئی نوٹس بھی دیا ہے اور ان کے اپنے بیان کے مطابق وہ آپ کے خلاف کوئی کاروائی کرنے کے لئے آپ کے جواب کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان صاحب کے بارے میں آپ کے تاثرات کیا ہیں؟

جواب :۔ کافی عرصہ سے اربابِ حکومت اس کوشش میں ہیں کہ ایوب خانی دور کے درباری مشائخ اور صاحبزادگان اور مولویوں کو جمعیت پر پھر مسلط کر دیں۔ (ان کے وجود سے ہم جمعیت کو پاک کر چکے ہیں) اور اگر وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب نہ ہوں تو کم سے کم ایک متوازی جمعیت ہی قائم کرا دیں یہ اسی سلسلے کی چند کڑیاں ہیں۔ لیکن داخلی طور پر جمعیت اپنے ارکان میں اتنی مقبول ہے کہ اب ان درباری اور خوشامدی لوگوں کا کوئی نوٹس نہیں لیا جائے گا۔

ہم نے جمعیت کو درباری مشائخ
اور صاحبزادگان سے پاک کر دیا ہے

(نورانی)

سوال :۔ مولانا! آپ نے ۱۰ اپریل ۱۹۷۳ء کو نئے آئین کے حق میں اپنا ووٹ نہیں دیا تھا۔ آپ کا یہ عمل بڑی چہ مے گوئیاں کا باعث بنا رہا ہے خاص طور پر اس لئے کہ آپ قومی اسمبلی میں مشترکہ حزبِ اختلاف کے رابطہ سیکرٹری کے اہم عہدے پر فائز ہیں اور اپوزیشن نے اپنی بعض باتیں

منوانے کے بعد بحیثیت مجموعی نئے آئین کے حق میں ووٹ دیئے تھے کیا آپ اس مسئلے پر روشنی ڈالیں گے؟

جواب:۔ آئین کی دفعات کو میں مکمل طور پر اسلامی نہیں سمجھتا اور یہی میری جماعت کا بھی موقف ہے جہاں تک متحدہ جمہوری محاذ کا تعلق ہے ہم اپنی پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں یہ طے کیا تھا کہ ہر شخص انفرادی طور پر آئین کے بارے میں جو رائے رکھتا ہے اس کا اظہار کرے اس لئے رابطہ کمیٹی یا مشترکہ حزب اختلاف سے اختلاف کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور رابطہ کمیٹی نے اپوزیشن کے تمام ارکان کو یہ اجازت دے دی تھی کہ وہ اپنے ضمیر کی آواز کے مطابق ووٹ دیں یا نہ دیں۔

متحدہ محاذ اور جماعت اسلامی

سوال:۔ جمعیت علمائے اسلام کے ایک ممتاز رہنما مولانا غوث ہزاروی نے اپنی جمعیت کی متحدہ جمہوری محاذ میں شرکت کے باوجود اب تک محاذ کے فیصلوں اور پالیسیوں سے انحراف کیا ہے وہ اپنے اس عمل کا جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ محاذ کے اہم عہدوں پر جماعت اسلامی کے ارکان فائز ہیں اور وہ اس صورت حال کو قبول کرنے کو تیار نہیں۔ آپ محاذ کے ایک اہم عہدے دار کی حیثیت سے مولانا ہز

اُس مؤقف کے بارے میں کیا کہیں گے ؟

جواب :- مولانا غلام غوث ہزاروی صاحب ! جمعیت علمائے اسلام کے ممتاز رہنما ہیں، اور جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے جمعیت کی جنرل کونسل نے ان کی موجودگی میں محاذ میں شرکت کے فیصلے کی توثیق کی تھی ۔ اس لئے مولانا ہزاروی کے لئے مناسب یہی تھا اور ہے کہ وہ اپنی جماعت کی اکثریت کے فیصلے کی پابندی کریں جہاں تک محاذ کے اہم عہدوں پر جماعت اسلامی کے ارکان کا تعلق ہے تو وہ سب سے زیادہ اہم عہدہ صدارت کا ہے جو مسلم لیگ کے پاس ہے اور پھر تمام فیصلے ، کسی عہدے یا شخصیت کی بنیاد پر نہیں ہوتے بلکہ اکثریت کی رائے سے ہوتے ہیں اور ان فیصلوں میں تمام جماعتیں شامل ہوتی ہیں اس لئے کسی ایک جماعت کو اس سلسلے میں کوئی فوقیت حاصل نہیں اس پس منظر میں مولانا غوث ہزاروی کے اعتراض کی کوئی اہمیت نہیں رہ جاتی ۔

سوال :- مولانا آپ جمہوری متحدہ محاذ کی رابطہ اور اطلاعات کمیٹی کے چیئرمین ہیں اس حیثیت سے آپ محاذ کے آئندہ لائحہ عمل سے میری مراد ، رابطہ عوام کے سلسلے میں لائحہ عمل ہے ۔

جواب :- رابطہ عوام کی مہم محاذ کے مرکزی رہنماؤں کی طرف سے شروع کی گئی تھی پشاور، کوئٹہ، حیدر آباد، کراچی ، ملتان اور لاہور کے دورے اسی مہم کے سلسلے کی کڑیاں تھیں ۔ پشاور ، کوئٹہ اور حیدر آباد میں محاذ

Marfat.com

کے جلسے بہت کامیاب رہے اور ان میں ذرہ بھر بھی ہنگامہ نہ کرایا جا سکا۔ لیکن ان تین عام جلسوں کی کامیابی دیکھ کر ارباب حکومت محاذ کی رابطہ عوام مہم سے بوکھلا گئے اور ہمارے جلسے منعقد ہونے سے پہلے سٹیج اور لاؤڈ سپیکر اکھاڑ دیئے گئے، عوام میں خوف و ہراس پیدا کیا گیا اور فیڈرل سیکورٹی فورس کو دن کے اجالے میں اس دھاندلی کے لئے استعمال کیا گیا اور اس حقیقت کی گواہی لاکھوں عوام دے سکتے ہیں۔ رابطہ عوام کی مہم جمہوری عمل کا ایک حصّہ ہے اور ہم نے تین مقامات پر پر امن جلسے منعقد کر کے جمہوری اور آئینی قدروں کو بحال کیا۔ ملتان، کراچی اور لاہور میں جلسے ہونے نہ دیئے گئے۔ پہلے اجازت دے کر اجازت نامے منسوخ کر دیئے گئے اور اس طرح ارباب حکومت نے نہ صرف یہ کہ جمہوری اقتدار کو پامال کیا بلکہ جمہوری عمل کو بھی مسدود کر دیا۔ اس سے یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ موجودہ ارباب حکومت عوام کا اعتماد کھو چکے ہیں اور اب وہ صرف سرکاری مشینری پولیس، فیڈرل سیکورٹی پولیس پیپلز گارڈز اور لاقانونیت کے عادی عناصر کے بل پر چل رہے ہیں۔

ان حالات کی روشنی میں ہم نے اب طے کیا ہے کہ بڑے بڑے جلسوں کی اجازت نہ ملنے کی وجہ سے جگہ جگہ کارکنوں کے اجتماعات کیئے جائیں اور اس طرح رابطہ عوام کی مہم کو بہر حال جاری رکھا جائے۔ اس قسم کے اجتماعات ملک کے کونے کونے میں ہو رہے ہیں۔ اور

Marfat.com

اسمبلیوں کے اجلاسوں سے فارغ ہونے کے بعد ان کا سلسلہ بڑھ جائے گا۔

موجودہ حکومت

عام تاثر

سوال:۔ موجودہ ارباب حکومت کی کامیابیوں یا ناکامیوں کے سلسلے میں متحدہ جمہوری محاذ کا عام تاثر کیا ہے؟

جواب:۔ موجودہ ارباب حکومت کے عزائم ایک سال سات ماہ کے عرصے میں بالکل عیاں ہو چکے ہیں اور وہ یہ کہ وہ عوامی نہیں بلکہ فسطائی حکمران ہیں جو ہٹلر اور مسولینی کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ انہوں نے اپنے دور حکومت میں اتنے مزدوروں کو گولیوں سے مارا ہے کہ صرف پاکستان کی ۲۵ سال کی تاریخ ہی نہیں بلکہ شکاگو کی تاریخ کو بھی پیچھے چھوڑ دیا ہے ارباب حکومت میں سے بعض کے بارے میں یہ تاثر عام ہے کہ انہوں نے اپنی سرپرستی میں سمگلنگ کرائی اور اب تک کرا رہے ہیں۔ انہوں نے سرمایہ داروں کو تحفظ دیا ہے انہیں بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا ہے۔ ابھی حال ہی میں سیاحت کارپوریشن کا چیئرمین ۲۲ خاندانوں کے ایک ممتاز نمائندے مسٹر کاؤس جی کو مقرر کیا

Marfat.com

گیا ہے اس سے پہلے مسٹر رفیق سہگل کے سپرد پی ائی اے کو کیا جا چکا ہے۔ نوکر شاہی اور افسر شاہی کو پھر قوم پر مسلط کیا جا رہا ہے افسر شاہی کے ایک بہت بڑے نمائندے مسٹر عزیز احمد کو وزیر بنا دیا گیا ہے جو اس بات کا ثبوت بلکہ اعتراف ہے کہ پیپلز پارٹی میں اہل افراد موجود نہیں۔ یہ ارباب حکومت کی نااہلی اور ناکامیوں کا کھلا اعتراف ہے۔ ایسی حکومت کے لیے جس کے زمانہ اقتدار میں سمگلنگ اور چوروں کو کھلی چھٹی مل جاتے۔ جس کے پاس اہل افراد موجود نہ ہوں جو مزدور دشمن سرمایہ دار کی سرپرست ہو اور ان کے مفادات کی نگہبان۔ بہتر یہ ہے کہ از خود مستعفی ہو جائے ورنہ نوشتہ دیوار پڑھ لے کہ اسے مستعفی ہونا پڑے گا اور عوام ان کے ظلم و تشدد کا حساب لے کر رہیں گے۔

Marfat.com

علّامہ شاہ احمد نُورانی

کا

ریڈیو اور ٹیلیویژن سے

قوم کو خطاب

بتاریخ ۳۱ر جنوری ۱۹۷۳ء

Marfat.com

میرے عزیز ہموطنو! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

میں ایک ایسے وقت میں آپ سے آئینی سمجھوتہ کے بارے میں گفتگو کر رہا ہوں جبکہ سمجھوتہ مختلف تاویلات اور تضاد بیانی کی وجہ سے پراسرار شکل اختیار کر چکا ہے۔ آپ کو اس بات پر حیرت ہو گی کہ ایسا فارمولا جس پر حزب اقتدار اور حزب اختلاف کی جماعتوں نے اتفاق کے ساتھ اور جسے باہمی افہام کی فضا میں پرخلوص نیتوں کے ساتھ مرتب کیا گیا تھا۔ اتنی جلدی متنازعہ کیسے بن گیا۔ آپ کی حیرت بجا ہے ضرور مجھے بھی حیرت ہے کیونکہ اب سے تین ماہ قبل آئینی سمجھوتے پر دستخط کئے تھے اور میری جماعت جمعیت العلمائے پاکستان کے پارلیمانی سربراہ کی حیثیت سے مجھے اس میں دعوت دی گئی تھی۔

میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اصل مسودہ آئین میں اس سمجھوتے کو نذر انداز کیا جائے گا اور حکمران حسب عادات اپنی مرضی مسلط کرنے اور اپنے اقتدار کو محفوظ رکھنے اور اپنے اختیارات کو دائمی بنانے کیلئے سمجھوتے کو اس طرح کچل کر عوامی نمائندوں کی کوششوں پر اس طرح

پانی پھیر دے گی اور ہر اسلامی و جمہوری دفعہ سے پوری ڈھٹائی اور بے باکی کے ساتھ مکر جائے گی۔ آئینی سمجھوتہ کیونکہ ۲۰ اکتوبر ۷۲ء کو عمل میں آیا تھا۔ یہ رمضان کا مبارک اور مقدس مہینہ تھا۔ ہمیں خیال تھا کہ کم از کم ماہ رمضان المبارک کا خیال کر کے حکمران جماعت اس سمجھوتہ کا احترام کرے گی اور کبھی یہ خیال نہیں آیا تھا کہ رمضان کے جاتے ہی سمجھوتے
اور یہ سمجھوتہ کو اس
طرح رسوا کیا جائے گا۔ سب سے پہلے آپ اس بات پر غور فرمائیں کہ آئینی سمجھوتہ دراصل چند متفقہ امور کا نام ہے۔ ۱۷ صفحات اور ۵۴ دفعات پر مشتمل اس سمجھوتے کو مکمل آئینی نہیں قرار دیا جا سکتا ہے اور نہ ہی یہ پابندی لگائی جا سکتی ہے۔ مسودہ آئین جو کہ ۲۸۰ دفعات پر مشتمل ہے اس محض آئینی سمجھوتے کی بنا پر بغیر کسی بحث اور رائے کے منظور کر لیا جائے کیونکہ چار دن کے آئینی مذاکرات میں مکمل آئین کے ساتھ تدوین ہرگز نہیں کی جا سکتی۔ آئینی سمجھوتے کے بعد مسودہ دستور مکمل کرنے کے بعد حکمران جماعت حزب اختلاف پر مسلسل یہ الزام لگاتی رہی ہے کہ ہم نے آئینی سمجھوتے سے انحراف کیا اور آئین سازی کے کام سے کوئی دلچسپی بھی نہیں لی جبکہ آئین سازی کے کام سے ہماری دلچسپی کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ ہم نے آئینی کمیٹی کے اجلاس کے دوران تقریباً ۲۰۰ سے سے زائد ترامیم پیش کیں، تو جو شخص ۲۰۰ سے زائد ترامیم کرے اس کی دلچسپی کا اندازہ آپ اس کی

ترمیم سے لگا سکتے ہیں۔ آئین کمیٹی کے کسی بھی باقاعدہ اجلاس سے میں غیر حاضر نہیں ہوا۔ جہاں تک آئینی سمجھوتے سے انحراف کا تعلق ہے تو مسودہ دستور اور آئینی سمجھوتے کو سامنے رکھ لیجئے اور آپ کو ضرور ہی اندازہ ہو جائے گا کہ حکمران جماعت نے کس بیدردی کے ساتھ اس کی اسلامی اور جمہوری روح کو پامال کیا۔

اسلامی دفعات سے انحراف

اب میں مختصر سا موازنہ پیش کرتا ہوں تاکہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ اسلام کو سرکاری مذہب اور دیگر اسلامی دفعات کے معاملے میں حکمران پارٹی نے آئینی سمجھوتے سے کس طرح انحراف کیا ہے۔ اسلامی دفعات آئینی سمجھوتے میں ۲۹ سے لے کر ۴۳ تک ہیں۔ ان دفعات میں اسلام کو ملک کا سرکاری مذہب بنانے کے بعد ہونا یہ چاہیئے تھا کہ اسلام کو اس ملک میں مکمل طور پر نافذ کیا جائے۔ میری جماعت جمعیۃ علماء پاکستان چونکہ یہ عقیدہ رکھتی ہے کہ اسلام ہی پاکستان کے وجود و بقاء کا ضامن ہے۔ اسلام اگر اس ملک میں نہیں ہے تو اس ملک کی بقاء کا بھی کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا اور پھر اس ملک کو وہ تحفظ بھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ اسلام کو اس ملک میں عملی طور پر نافذ ہونے کے بعد حاصل ہونا چاہیئے۔ اسلامی دفعات اسی صورت میں مؤثر ہو سکتی ہے جبکہ ان کو باقاعدہ دستوری تحفظ دیا جائے

Marfat.com

یعنی جس طرح وزیرِ اعظم کو با اختیار بنایا جاتا ہے یا صدر مملکت کو صاحبِ اختیار بنایا جاتا ہے اور اس کے اختیارات کی حدود متعین کی جاتی ہیں دستوری طور پر یہ تمام چیزیں طے کرنے کے بعد قانونی شکل بھی دی جاتی ہے تاکہ وہ اپنے اختیارات کو اس دستور کی روشنی میں استعمال کرے اور ان قوانین کا پابند رہے جو دستور کی روشنی میں تیار کئے گئے ہیں لیکن اگر ہم یہ کہیں کہ سربراہِ مملکت یا وزیرِ اعظم جو اس ملک کا ہوگا اور اس اختیارات نہ دیئے جائیں تو ظاہر ہے کہ ایک نمائشی وزیرِ اعظم ہے یا ایک نمائشی صدر ہے۔ اسلام کے ساتھ ۲۵ سال سے مسلسل یہ طریقہ کار اختیار کیا گیا ہے۔

اسلام کا غلط استعمال

اسلام کو زیبِ داستان کے لیئے اسلام کو ایک حسین قسم کے دستوری چوکھٹے میں سجانے کے لیئے ہمیشہ استعمال کیا گیا۔ اسلام کو لوگوں کے جذبات اُبھارنے کے لیئے ہمیشہ استعمال کیا گیا لیکن عملی طور پر نافذ کرنے اور عمل کرانے کی صلاح ہرگز نہیں کی گئی ۔ ہم نے دستوری سمجھوتے میں خاص طور پر یہ دفعات رکھوائی تھیں کہ اس ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا اور کوئی قانون کتاب و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائیگا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ سن کر بڑی حیرت ہوگی کہ تمام موجودہ قوانین کو جو غیر اسلامی ہیں، اسلامی سانچے میں ڈھالنے کے لیئے اور

ان کو موثر طور پر نافذ کرنے کی ضمانت اس دستور میں نہیں دی گئی۔

ایک فرد کو یہ حق حاصل ہے کہ اگر کسی بھی وقت حکومت اس کی آزادی کو چیلنج کرے، اس کو گرفتار کرنے، حراساں کرنے پریشان کیا تو وہ عدالت سے رجوع کر سکتا ہے لیکن آپ کو یہ سن کر حیرت ہو گی، اگر اسلام کے قوانین کا مذاق اڑایا جائے، اسلام کے احکامات جن کو کتاب وسنّت میں فانی حیثیت حاصل ہے، اگر اس ملک میں عمل درآمد نہ کیا جائے تو کوئی شخص یہ مطالبہ نہیں کر سکتا ہے کہ اسلام کے مطابق اس ملک میں زندگی گذارنے کی اجازت دی جائے اور اگر اسلام کے خلاف کوئی حرکت ہو رہی ہو کتاب وسنّت کے مطابق عمل نہیں ہو رہا ہے تو حکومت وقت کو کہے کہ وہ عمل کرے، اس قسم کی کوئی دفعہ دستور میں نہیں ہے۔

اسلامی کونسل کی بے بسی

ایک اسلامی کونسل اسلامی نظریہ کی کونسل تشکیل دی گئی جس کا نام اسلامی کونسل رکھا ہے، یہ جس طرح سے پہلے غیر مؤثر سا ادارہ تھا ایسے ہی اس دستور میں اب بھی اس کو غیر مؤثر بنا کر رکھ دیا گیا ہے۔ وہ صرف اُس وقت مشورہ دے سکتا ہے جب اس سے مشورہ طلب کیا جائے۔ وہ صرف اس وقت ہی اپنی رائے ظاہر کر سکتا ہے جب اس سے رائے پوچھی جائے ورنہ اس بات کی نگرانی کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا نہ وہ خود اس بات کو عملی طور پر نافذ کر سکے۔ کتاب وسنّت کے مطابق

Marfat.com

قوانین جو ہیں بروئے کار لائے جائیں۔ خلافِ قانون جو زیر بحث ہے کہ وہ قانون اسلامی دفعات کے خلاف ہے وہ قطعاً نافذ نہ کیا جائے اس کو اختیار نہیں۔

ارتداد کی کھلی آزادی

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہر شہری کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی مکمل آزادی ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ ملک میں رہنے والے جتنے بھی غیر مسلم اقلیت ہیں۔ ان کو اپنے مذہب پر عمل کرنے کی اجازت ہے، اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا کہ کوئی مسلمان اپنے مذہب کو تبدیل کرے مسلمان ہونے کے بعد پابند ہے کہ وہ مسلمان ہی رہے گا۔ اپنے مذہب کو تبدیل کرتا ہے وہ مرتد ہو جاتا ہے۔ دستور میں مسلمان کو مرتد ہونے کی ممانعت کی کوئی دفعہ موجود نہیں ہے۔ ہر شہری کو اس بات کے لئے آزادی ہے لیکن اسلام اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دیتا ہے کہ کوئی مسلمان اپنے مذہب کو تبدیل کرے۔ مسلمان اس کا پابند ہے کہ وہ مسلمان ہی رہے گا اور اگر وہ اپنے مذہب کو تبدیل کرتا ہے، مرتد ہو جاتا ہے۔ اس دستور میں مسلمان کو مرتد ہونے سے ممانعت کی۔ مسلمان کو مذہب تبدیل کرنے سے منع کرنے کے لیئے کوئی دفعہ موجود نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ شہری اس بات کے لیئے آزاد ہے کہ وہ جس طرح جب چاہے

Marfat.com

اپنا مذہب تبدیل کرے تو اب یہ دستور کہ جس میں یہ دفعہ موجود نہیں ہو تو ظاہر ہے کہ آپ اس کو اسلامی کیسے کہہ سکتے ہیں اور آئینی سمجھوتہ میں کیونکہ یہ بات رکھی گئی ہے کہ کوئی قانون کتاب و سنت کے خلاف نہیں بنایا جائے گا اور تمام موجودہ قوانین کو کتاب و سنّت کے سانچہ میں ڈھال دیا جائے گا، تو حکومت وقت اس بات کی پابند ہے کہ وہ مسلمان کو ان کے مذہب پر عمل کرائے، مسلمانوں کو ان کے مذہب کا پابند کرائے اور قوانین کے ذریعہ سے اس بات کی سختی سے جانچ اور پڑتال رکھے کہ کوئی شخص مذہب اسلام کی رو سے باہر نہ جانے پائے۔ یہ تو تھیں دستور کی وہ اسلامی دفعات کہ جن کے آئینی سمجھوتے میں جنکی ضمانت دی گئی تھی، اُن سے انحراف کیا گیا۔

غیر اسلامی قوانین کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا

تو اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے یہ بھی عرض کروں گا کہ جہاں کتاب و سنّت کے خلاف اگر نافذ کئے گئے ہیں تو کسی مسلمان شہری کو ان کو چیلنج کرنے کا حق نہیں ہے، یہاں پارلیمنٹ کے ارکان کو بھی چیلنج کرنے کا حق نہیں یعنی حکومتِ وقت جب چاہے پارلیمنٹ سے اپنی مرضی کے مطابق کتاب و سنّت کے خلاف ہی چاہے وہ قوانین ہوں ان کو نافذ کرا سکتی ہے۔ تو ایسے دستور کو آپ ظاہر ہے اسلامی کیسے کہہ سکتے ہیں، اور آئینی سمجھوتہ پر کہاں تک عمل ہوا آپ خود ہی فیصلہ کرلیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آئینی سمجھوتہ

Marfat.com

ہیں جو دفعات اسلام اور اسلامی قوانین کے تحفظ کے لیئے رکھی گئی تھیں انکو آئینی سمجھوتے کے بعد دستوری مسودہ تیار کرتے وقت بالکل ختم کر دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نیت بڑی بدعہدی کی گئی ہے۔

اسلامی آئین سے حکمرانوں کا فرار کیوں؟

اور یہ بالکل اس طرح کی بدعہدی کی گئی ہے جس طرح سے ماضی میں حکمران جماعتیں اس ملک میں مسلمانوں کے ساتھ کرتی رہی ہیں تو کیونکہ وہ خود اپنی عملی زندگی میں اسلام کو نافذ نہیں کر سکے، اپنے پانچ چھ فٹ کے جسم پر اسلام کو عملی زندگی میں نافذ نہیں کر سکے اس لیئے وہ چاہتے ہیں کہ کیونکہ ہم اس پر عمل نہیں کر سکے اور نہ کر سکتے ہیں، اگر عمل کرتے ہیں تو ہماری عادتیں بدل گئیں، عمل کرتے ہیں تو شراب چھوڑنی پڑیگی عمل کرتے ہیں تو فسق و فجور کو چھوڑنا پڑے گا، زنا کو چھوڑنا پڑے گا، جوئے کو چھوڑنا پڑے گا کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر اسلامی قوانین کو اسلامی احکامات کو اگر ہم اپنے اوپر نافذ کریں تو ہمیں ان تمام چیزوں سے گریز کرنا پڑے گا اور ہم پابند ہو جائیں گے تو اس لیئے وہ اپنی نجی زندگی کے خراب ہونے کی وجہ سے پاکستان کے مسلمان کی نجی اور اجتماعی زندگی اور اسلامی سوسائٹی کو خراب کرنے کے درپے ہیں۔ دستوری سمجھوتے میں اسلام کو جو تحفظ دیا گیا تھا اس کی روشنی میں جو مسودہ دستور تیار ہونا تھا اس میں ظاہر ہے اس قسم کے احکامات آجاتے تھے کہ ملک سے مکمل

Marfat.com

طور پر تمام غیر شرعی چیزوں کو تدریجی طور پر ختم کرنے کی ضمانت دی جائے لیکن اس کی کوئی ضمانت نہیں دی گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ ہی آپ سے عرض کروں گا۔

بنیادی حقوق پر ڈاکہ

مسوّدہ دستور اسلامی دفعات سے جہاں حکمران جماعت نے انحراف کیا اور حسبِ عادات اسلام پر عمل کرنے کی معذوری ظاہر کردی، ہاں اسکے ساتھ وہ جمہوری حقوق جو ہر فرد کو ہر شہری کو اس ملک میں ملنے چاہئیں ان سے بھی قطعاً انحراف کیا گیا۔ آئینی سمجھوتے میں یہ بات واضح طور پر لکھی گئی تھی کہ تمام بنیادی حقوق (FUNDAMENTAL RIGHTS) کا تحفظ کیا جائے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑیگا کہ بنیادی حقوق کا تحفظ اس شان سے کیا گیا ہے کہ ایک ہاتھ سے ان کو دیا گیا ہے اور یہ بھی نہیں کہ کچھ تھوڑی دیر انتظار کرتے، فوری طور پر ان کو چھین لیا گیا اور بے بس بنا دیا گیا ہے اور ایسا بے بس بنا دیا گیا ہے کہ کوئی شخص بھی اس کے خلاف آواز بلند نہیں کر سکتا (PRENTIVE DETENTION) یہ اس دستور کے اندر موجود ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک شہری کے بنیادی حقوق اور آزادی کی اقدار VALMES پر بہت بڑا ڈاکہ ہے اور حکمران جماعت کیونکہ اس عرصے میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ وہ کس طرح سے مسلسل شہریوں کے حقوق پر مسلسل ڈاکے ڈال

رہی ہے، ان کی آزادی کو چھین رہی ہے۔ تو ہمیں یہ توقع تھی کہ آئینی سمجھوتے ہیں کیونکہ F.R. کی ضمانت کا وعدہ کیا گیا تھا، دستخط کئے گئے ہیں تو یقیناً دستور میں بھی وہی دفعات ہی ہوں گی، لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ وہ ہی حکمران جماعت کہ جو شہری آزادیوں کے لیئے مسلسل چلاتی رہی، مسلسل عوام میں جاکر یہ پروپیگنڈا کرتی رہی کہ ہم شہری آزادیوں کے سب سے بڑے علمبردار ہیں، ہر شہری آزادیوں کے اپنی علمبرداروں کے ہاتھوں انتہائی افسوسناک طریقہ سے شہری آزادیاں اور حقوق مسلسل پامال ہوتے رہے ہیں۔

میں یہ سمجھتا ہوں کہ اسلام جمہوریت کا سب سے بڑا داعی ہے چنانچہ حضرت امیرالمومنین سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ، کا یہ مشہور ارشاد بے شمار مورخین اور اکابر محدثین نے اس کو نقل کیا ہے، ایک موقع پہ ارشاد فرمایا لِمَا ذمبدتم الناس تم نے لوگوں کو کیوں غلام بنا لیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے ان کو آزاد جنا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام میں فرد کی آزادی خود مختاری اور عزت نفس کا اتنا احترام ہے کہ اس کی نظیر دنیا کی تاریخ پیش نہیں کر سکتی اور اب جب ہم اس دستور کو اسلام میں اور اسلامی کہنے کے بعد شہریوں کے حقوق کو پامال کریں تو بڑے افسوس کا مقام ہے اور بڑے شرم کی بات ہے کہ ہم پھر بھی اس دستور کو اسلامی اور جمہوری کہیں۔ ظاہر ہے کہ آئینی سمجھوتے سے انحراف کیا گیا، بڑی بد عہدی کی گئی اور یہ بات حد درجہ باعثِ شرم ہے کہ ہم اس دستور کو جمہوری دستور کی

Marfat.com

عوام انتخاب میں حصہ لیں گے وہ اپنی رائے کا صحیح اور آزادانہ استعمال کرتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے جن نمائندوں کو منتخب کیا ہے اس دستور کی روشنی میں نہیں ان پر اعتماد بھی ہوگا اور اس کے ساتھ ساتھ دستور پر اعتماد ہوگا۔ دستور پر جب اعتماد ہوگا تو ہمیں عوام سے مل جاتی ہیں، ہمیں عوام سے اختیار مل جاتا ہے کہ ہم یہ کہہ سکیں گے ہم نے جو دستور بنایا، اس پر عوام نے فیصلہ دیا، اس کو عوام کی منظوری حاصل ہوگئی۔

ایسا دستور کہ جس کو عوام کی منظوری حاصل ہو اس کو پائیداری حاصل ہوگئی ہے، وہ باقی رہتا ہے ورنہ وہ دستور جس کو عوام کی نمائندگی، حمایت اور اعتماد حاصل نہ ہو اسے عوامی دستور نہیں کہا جا سکتا ہے۔ وہ چند افراد کا بنایا ہوا دستور ہے اور ایک فرد یا چند افراد کا بنا ہوا جو دستور ہے اس کا حشر ہم ماضی کی تاریخ میں دیکھ چکے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ اس دستور کا بھی وہی حشر ہو جو ماضی کے تمام دستاویز کا بھی ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے ہم کہتے ہیں کہ ۲۰۰ سیٹیں جو آپ نے مقرر کی ہیں ان پر فوری طور پر الیکشن کرائیے اور ہمیں عام طور پر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ صاحب الیکشن ہم کیوں کرائیں۔ جب ہم ان سے یہ کہتے ہیں کہ دنیا کے تمام ممالک میں یہ TRADITION ہے، یہ طریقہ ہے کہ جب بھی کوئی نیا دستور بناتے ہیں اس دستور کے مطابق نیا الیکشن کراتے ہیں اور اس سے عوام کی منظوری مل جاتی ہے تو ہم سے یہ کہا جاتا ہے

Marfat.com

اس کی مثال دیجئے۔

انتخابات کا مطالبہ نئی بات نہیں

آئین کمیٹی میں یہ مسئلہ زیر بحث آیا چنانچہ میرے دلائل آئین ساز کمیٹی کے ریکارڈ میں محفوظ ہیں، میں نے اس وقت عرض کیا کہ دنیا کے تمام ممالک، ہمارا ہی ہمسایہ ملک بھارت ۱۹۴۸ء میں نیا دستور نافذ ہونے کے بعد فوراً بعد الیکشن کرایا اور نام نہاد بنگلہ دیش میں بھی نیا دستور بن گیا اور نافذ ہو گیا اور اس کے مطابق وہاں مارچ میں الیکشن ہو رہے ہیں، تو میں نے عرض کیا کہ یہاں بھی تو لوگ کہتے ہیں کہ نیا پاکستان ہے۔ جب نیا پاکستان ہے تو نئے پاکستان کا نیا دستور ہے تو نئے الیکشن بھی ہونے چاہئیں۔ بہر حال میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ سینٹ (ایوان بالا) اس کی آئینی سمجھوتے ہیں ساٹھ سیٹیں مقرر کی گئی تھیں تو جہاں اُنہوں نے ۲۰۰ کی اسمبلی مکمل کرنے کے بعد انحراف کیا اور صرف ۱۴۴ کی اسمبلی پانچ سال تک رکھی اس کے ساتھ ہی اُنہوں نے سینٹ کے مسئلہ پر بھی ۵ سال تک انحراف کیا، اور یہ کتنی بڑی بدعہدی ہے، آپ ذرا خیال فرمائیے یعنی آئینی سمجھوتے کی بات ہے۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ قطعاً ہی آپ کو حیرت ہو گی، مجھے خود حیرت ہے سینٹ کے مسئلہ پر یہ طے ہوا تھا کہ سینٹ ۶۰ ارکان پر مشتمل ہو گی اور آئینی سمجھوتے پر موجود ہے اس کا کیا کیا جا سکتا ہے، آئینی سمجھوتے پر

Marfat.com

کوئی خفیہ معاہدہ نہیں ہے وہ الم نشرح، عوام کے سامنے اخبارات میں آچکا ہے اور ہر شخص پر اس کی دفعات بالکل واضح ہو چکی ہیں سینٹ ۴۰ ارکان پر مشتمل ہوگی، یہ آئینی سمجھوتہ میں طے ہو گیا۔ دستور ساز کمیٹی نے جو مسودہ تیار کیا اس میں سینٹ کے ارکان صرف ۶۰ رہ گئے صرف ۴۰ اور دو قبائلی علاقوں اور دارالسلام کے دارالسلطنت کے نمائندے تو اس طرح کے ۴۴ افراد پر مشتمل ہوگا۔

بہر حال دیکھئے کہ آئینی سمجھوتے میں ہم جب یہ طے کرتے ہیں کہ سینٹ (ایوان بالا) میں ۶۰ ارکان ہوں گے اور اب ہم یہ کہتے ہیں صرف ۴۴ افراد ہوں گے تو آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آئینی سمجھوتے سے انحراف ہوا۔

عدلیہ کی آزادی پر حملہ

اس کے ساتھ ساتھ میں آپ سے خصوصی طور سے یہ بھی عرض کروں کہ ہم نے آئینی سمجھوتے میں یہ بھی طے کیا تھا کہ عدلیہ مکمل طور پر آزاد ہوگی اور عدلیہ اس اعتبار سے آزاد ہوگی، اس کو کام کرنے، مروجہ قوانین کی پابندی اور عملدرآمد کرانے کا مکمل اختیار حاصل ہوگا۔ عدلیہ کے اراکین معزز جج صاحبان یہ سب کے سب آئینی تحفظ دیئے جانے کے بعد اپنے آپ کو محفوظ سمجھیں گے۔ اس لئے عدلیہ کو انتظامیہ سے بالکل آزاد رکھا جائے۔ کوئی سی ایس پی افسر ریٹائرڈ کر لیں ان پر ا

احکام کی تعمیل نہ کراتے ان کا اپنا بجٹ ہو۔ ان کے اپنے اختیارات ہوں۔ جس کو عدلیہ کہتے ہیں اس کی باقاعدہ علیحدہ سروس ہو اسکا اپنا سکریٹیریٹ ہو۔ ایڈمسٹریشن ہو۔ جج حضرات اپنے معاملات میں وسائل کو خود طے کریں اور جس طرح چاہیں کورٹس یا ہائی کورٹس اور سپریم کورٹس کے انتظامات کو چلائیں۔

عدلیہ کی آزادی کو اس دستور میں متاثر کیا گیا۔ سب سے پہلے تو یہ کہ عدلیہ کو اتنا با اختیار ہونا چاہیئے کہ پاکستان کے ہر حصے پر اس کے احکام کی تعمیل ہوسکے۔ یہاں اس دستور میں حکومت نے ایک بڑا عجیب وغریب فیصلہ کیا جو قطعاً آئینی سمجھوتے کی اس روح کو ختم کر دیتا ہے۔ آئینی سمجھوتے کو ملیامیٹ کر کے رکھ دیتا ہے۔ جو انہوں نے ٹربیونل قائم   انہوں نے   قائم کیے

اس دستوری مسودہ میں۔

سپریم کورٹ کی بے بسی

مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی بھی سرکاری فیصلے سے متاثر ہوا ہے وہ حکومت کا ملازم ہے اور اپنے افسر بالا کے کسی فیصلے سے متاثر ہوا ہے اور وہ شکایت لے کر جاتا ہے تو صرف کورٹ میں صرف وہ شکایت کر سکتا ہے اور اسے دوسرے افراد بھی جن کو براہ راست حکومت کے کس فیصلے کا اثر پڑا ہے تو وہ اگر اس کے خلاف اپیل کرنا چاہے تو

Marfat.com

وہ صرف A.C. میں دائر اپیل کر سکتا ہے اور A.D.C اگر اس کے خلاف فیصلہ دیتا ہے تو اب صرف اس کو اب یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ کسی بھی عدالت عالیہ یا عدالت عظمیٰ میں جا کر اپیل کر سکے۔ اس کو یہ حق نہیں ہے Adm. Com کا فیصلہ بالکل آخری اور حتمی ہوگا۔ اب آپ اس سے اندازہ لگائیں کہ پاکستان کی عدالتِ عالیہ کے اختیار سے A.D. بالکل باہر ہے کے فیصلے بھی بالکل باہر ہے۔

عدلیہ کی آزادی کو بالکل محدود کر کے رکھ دیا گیا ہے اور یہ آئینی سمجھوتے ہیں جہاں وضاحت کے ساتھ یہ بات کہی گئی تھی کہ عدلیہ بالکل آزاد ہوگی۔ اس کے فیصلے پر اندازہ ہوا ہے، اس کے اختیار کو محدود کر دیا گیا۔ ٹریبونل اور انتظامی کورٹس میں اس عدلیہ کے اختیارات سے بالکل باہر ہیں تو ظاہر ہے یہ تو عدلیہ کی آزادی کا مذاق اڑایا گیا ہے۔

الیکشن کمیشن پر حکمران جماعت کی بالادستی

اس طرح الیکشن کمیشن کا مسئلہ بڑا نازک اور اہم ہے۔ الیکشن کمیشن اگر غیر جانبدار ہے، اس کی پوری انتظامی مشینری باقاعدہ چیف الیکشن کمیشن کے ماتحت ہے، اس کا اپنا بجٹ ہے، اس کے اپنے اختیارات ہیں، تو ظاہر ہے وہ کام کر سکتا ہے۔ انتہائی جانبدارانہ طور پہ وہ احکام کر سکتا ہے لیکن اس کے اختیارات بالکل محدود ہوں، اس کے تقرر میں گڑبڑ ہو۔ اس کے مالی اختیارات حاصل نہ ہوں، وہ اپنے اختیارات

Marfat.com

کو بروئے کار نہیں لا سکتا اور جیسے چاہے عملدرآمد نہیں کر سکتا۔ الیکشن کمیشن کے تقرر کے سلسلہ میں وزیراعظم جو انتظامیہ کا سب سے بڑا سربراہ ہے وہ جس الیکشن کمیشن کو چاہے مقرر کر دے، تو ظاہر ہے کہ جب وزیراعظم الیکشن مقرر کر دے گا تو پھر اس ملک میں انتخابات کا حشر کیا ہوگا۔ آپ خود ہی اندازہ لگا سکتے ہیں، اور ابھی حال ہی میں ایک سال کے عرصہ میں جو ضمنی انتخابات ہوئے ہیں ان کا حشر ہم نے اور آپ نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ اس کے گواہ ہیں کہ لائلپور میں جہاں ضمنی انتخابات ہوئے وہاں کیا کیا دھاندلیاں ہوئی ہیں اور کس طرح لوگ چلاتے کراہتے رہے بے چینی کا انتظار کرتے رہے کہ ہم آزادی سے اپنی رائے کا اظہار کر سکیں لیکن کچھ نہیں ہوا۔ انتظامیہ نے پوری طرح دھاندلی کی الیکشن کمیشن اپنے آپ کو بے بس پاتا تھا۔ ہم چاہتے تھے کہ دستور میں مکمل طور سے تحفظ دیا جائے کہ الیکشن کمیشن پورے ملک میں آزاد حیثیت سے آزادانہ طور پر الیکشن کرا سکے۔ آئینی سمجھوتے میں یہ بات کی گئی تھی، اس پر دستخط کیے گئے تھے لیکن مسودہ دستور میں اس کی دھجیاں اڑا دی گئیں۔ بہت بڑی بدعہدی کی گئی اور ایسی بدعہدی کی گئی ہے اور خاص طور سے رمضان شریف میں تیار کیے گئے آئینی سمجھوتے کی اگر اس طرح سے دھجیاں بکھیری جائیں تو ظاہر ہے کہ مسلمان کو اس پر رنج ہوگا، ویسے بھی بدعہدی کی جائے اور اس پر رنج ہوتا ہے لیکن رمضان شریف میں

جو سمجھوتہ کیا گیا ہے اور پھر اس کے بعد مسودے میں اس سے انحراف کیا جائے تو اور زیادہ خطرناک بات ہوجاتی ہے اور قابلِ مذمت ہوتی ہے، کہ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آئینی سمجھوتے میں کہیں بھی یہ بات نہیں تھی۔

مارشل لاء کے ظالمانہ قوانین کو تحفظ

مارشل لاء کے نافذ کردہ کسی بھی فیصلے اور قانون کو تحفظ دیا جائیگا لیکن بڑے افسوس اور دکھے دل سے میں یہ بات آپ سے عرض کروں گا کہ مارشل لاء کے ظالمانہ اور جابرانہ قوانین کو تحفظ دیا گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ ہم میں سے بہت سے افراد اور خاص طور پر حکمران جماعت ماضی کے ان دو بڑے ڈکٹیٹروں کو غدار اور آمر کہتے ہی تھکتے نہیں تھے کہ صدر ایوب ایسے تھے، صدر یحییٰ ایسے تھے، لوگ اُن کو بُرا کہتے نہیں تھکتے لیکن بڑی حیرت کی بات ہے کہ حکمران جماعت کی مذمت کرنے کے بعد، ان کے خلاف منظم تحریک چلانے کے بعد عوامی حکومت سے اُن کا نتیجہ اُلٹنے کے بعد برسرِ اقتدار آئی تھی، وہی حکومت آج ان آمروں ظالموں اور غاصبوں کے آمرانہ قوانین کو اس جمہوری دستور میں تحفظ دے رہی ہے۔ دنیا کے سامنے جب ہم اس جمہوری دستور کو پیش کریں گے کہ ہم مارشل لاء کو اس جمہوری دستور میں تحفظ دیا ہے تو دنیا ظاہر ہے یہی کہے گی کہ اگر آپ مارشل لاء کے قوانین کا تحفظ ہی دینا تھا

Marfat.com

تو پھر آپ کو جمہوری دستور بنانے کی کیا ضرورت تھی۔ مارشل لار چلاتے رہتے، آپ کے لئے یہ بات بڑی شرمناک اور حددرجہ افسوسناک ہے اس سے آپ سمجھ سکتے ہیں کہ حکمران جماعت کو مارشل لار کے قوانین سے کتنی محبت ہے، مارشل لار سے کتنا بڑا لگاؤ ہے کہ مارشل لار نافذ کرنے والے چلے گئے لیکن وہ جو یادگار چھوڑ گئے ہیں اس یادگار کو یہ نہیں چھوڑنا چاہتے۔

اس کے بعد آپ کی خدمت میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ایک بہت ہی بدنام زمانہ اور رسوائے زمانہ پولٹیکل پارٹیز ایکٹ ہے - یہ P - P - A ۱۹۶۲ء میں نافذ ہوا - اس A - P - P کو مارشل RAGIME کے زمانہ میں نافذ ہوا۔ سلسلہ مارشل لار صاحب نے نافذ کیا تھا - اسے دستوری تحفظ دیا گیا ہے آپ نے ایک طرف یہ مسئلہ فرمایا ہوگا کہ یہ فرد کو بنیادی حقوق حاصل ہوں گے، پارٹی بنانے کا حق حاصل ہوگا، شہری آزادی کے حقوق بھی اس کو حاصل ہوں گے، وہ جو پارٹی چاہے بنائے، جس پارٹی میں چاہے شریک ہو۔ ایک طرف تو اس دستور میں یہ تحفظ دیا گیا ہے اور دوسری جانب P - P - A کے ذریعہ یہ تمام اختیارات لے لئے گئے۔ اب وہ A - P - P کے تحت پابند ہیں اور جس جماعت سے وہ بدگمان ہے جس جماعت پر اب اسے اعتماد نہیں رہا ہے اس جماعت کو وہ اب چھوڑ نہیں سکتا اور اگر چھوڑے تو اس کی سیٹ بھی جاتی رہتی ہے۔ A - P - P کے

سلسلہ میں بعض حضرات کا خیال یہ ہے کہ ہم لوگ اُس کی مخالفت اس لئے کر رہے ہیں کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ حکمران جماعت کے لوگ P-P-A ٹوٹنے کے بعد زیادہ سے زیادہ حکمران جماعت سے نکل آئیں اور اس طرح سے حکومت کمزور ہو جائے گی۔ میں یقین دلاتا ہوں ہم یہ نہیں چاہتے کہ کسی طرح بھی کسی بھی آدمی کو اس کی کسی بھی حیثیت کو چیلنج کیا جائے یا اس کے حقوق اور اختیارات غصب کئے جائیں، یہ مقصد نہیں ہے ہم تو صرف یہی چاہتے ہیں کہ آئینی ذریعہ اور آئینی طریقہ اختیار کیا جائے اور یہ ہر شخص کو جمہوری حق حاصل ہے کہ جمہوری انداز میں تنقید کی جائے، جمہوری انداز اختیار کئے جائیں، جوڑ توڑ کی شکل میں سازشیں نہ کی جائیں۔

پولٹیکل پارٹیز ایکٹ ایوبی یادگار

P-P-A کی ہم مخالفت کیوں کر رہے ہیں، اس کی وجہ صرف ایک ہے اور وہ یہ کہ صدر ایوب کے زمانے کی یادگار ہے اور ان کی جتنی بھی یادگاریں اور آثار ہیں ان کو کم از کم آثار قدیمہ ہی سمجھ کر ختم کر دیا جائے، ان کی افادیت نہیں ہے اور یہ کہ ایک قومی اسمبلی کے ممبر کی آزادی پر ایک بہت بڑی قدغن ہے، اسمبلی کے ممبر کی خدمت آزادیٔ فکر اور فیصلے پر اثر انداز ہوتی ہے، اس لئے اس قانون کی موجودگی ضروری نہیں ہے۔ اور یہ میں سمجھتا ہوں، آئینی سمجھوتے سے اس لئے انحراف کیا گیا

Marfat.com

کہ بات جب آئینی سمجھوتے کی ہو رہی تھی تو یہ طے ہوا تھا کہ P - P - A کو اس طرح سے نافذ کیا جائے کہ کوئی بھی شخص اگر قومی اسمبلی میں ہی جماعت کے خلاف عوام اعتماد کی تحریک پیش کرنا چاہیں تو وہ اپنی سیٹ سے پہلے استعفیٰ دے، دوبارہ الیکشن لڑکر آئے اور پھر اس حکمران کے خلاف جو چاہے کرے۔ اب آپ غور فرمائیے کہ حکمران جماعت رمضان شریف میں آئینی سمجھوتے کے وقت یہ چاہتی تھی کہ P - P - A کو اور زیادہ وسیع کیا جائے اور اسے اس حد تک لایا جائے کہ اگر کوئی شخص عدم اعتماد کی تحریک اپنی جماعت کے وزیر اعظم کے خلاف لانا چاہے تو اس کی اپنی سیٹ ختم ہو جانی چاہیئے۔ عدم اعتماد کی تحریک سے ہی ختم ہو جائے، اس کا ارادہ ہے کہ میں عدم اعتماد کی تجویز لائے تو یہ بڑا عجیب سا مذاق ہے کہ اور اس شخص کے ساتھ جسے تین چار لاکھ ووٹروں نے منتخب کر کے بھیجا ہے اب اس کو یہ حق کیوں نہیں دیتے کہ وہ جس وقت چاہے عدم اعتماد کی تحریک اپنے جماعت کے وزیر اعظم کے لائے، اس کو یہ حق حاصل ہے۔

اس زمانے میں یہ بھی بات ہو رہی تھی کہ P - P - A میں یہ بات رکھی جائے کہ اگر عدم اعتماد کی تجویز فیل ہو جائے تو ناکام ہو جائے تو جتنے بھی افراد نے اس کے حق میں ووٹ دیئے ہیں، دستخط کیے ہیں اُن سب کی سیٹیں ختم کر دی جائیں، اب وہ دوبارہ انتخاب لڑکر آئیں۔ یہ بھی مذاق ہو رہا ہے کہ اس کے بعد پھر وزیر اعظم کو ۳/۲ عدم اعتماد

کی تجویز لاکر وزارت کو نہیں بلکہ جمہوریہ اقتدار کو استحکام دینے کی کوشش کی گئی تاکہ اس P-P-A سے نجات پائی جائے۔ استحکام جو حکمران جماعت مانگ رہی تھی کہ اسے ملنا چاہیئے۔ جمہوریت استحکام کے لئے فرض ہے کہ وزیر اعظم اپنے پاس اور تمام عہد جو اس نے اپنے ووٹرز سے جو اس نے کئے ہیں ان کو بروئے کار لاسکے، ان کے لئے یہ طے کیا گیا تھا کہ اس کو یہ چاہیئے کہ P-P-A کو زیادہ سے زیادہ مضبوط کیا جائے اس کے بعد پھر یہ تجویز کچھ حضرات نے پیش کی اور پھر آئینی سمجھوتے کے زمانے میں کہ ۲/۳ سے تو کچھ ۱۵ سے چلے پھر ۵۶ پر آئے اور اس کے بعد ۶۶ پر آگئے کہ ۲/۳ سے عدم اعتماد کی تجویز پیش کی جا سکتی ہے۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ۲/۳ کی تجویز سے جب وزیر اعظم کو استحکام حاصل ہوگیا، جمہوریت کو استحکام حاصل ہوگیا، پارلیمنٹ کو استحکام حاصل ہوگیا، وزیر اعظم اپنی پالیسیوں کو بروئے کار لانے کا حق حاصل کر سکا تو پھر P-P-A کی ضرورت کیا باقی رہ جاتی ہے، ۲/۴ والی بات تو موجود ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ابھی آئینی سمجھوتہ دستور کے مسودے میں سے بروئے کار نہیں لایا گیا اور ہمیں بڑا افسوس ہے کہ جن دفعات کی میں نے نشاندہی کی ہے، موازنہ کیا ہے مجھے امید ہے کہ آپ نے اس پر اچھی طرح غور فرمایا ہوگا اور آپ سمجھیں گے کہ کوشش اس بات کی کی گئی ہے کہ ہر قیمت پر دستوری مسودے میں آئینی سمجھوتے کو بروئے کار لایا جائے اور الفاظ و معنی دونوں کے اعتبار

سے اس کو سمو دیا جائے لیکن افسوس ہے کہ ہم واقفیت میں ہیں اور حکمران جماعت آئین کمیٹی میں اکثریت میں تھی لہذا وہ اپنے فیصلے منوانے میں کامیاب ہو گئی۔

آخر میں میں یہ بات بھی عرض کرتا چلوں کہ ہم آئین کمیٹی کے سمجھوتے پر عمل کرنے میں عملدر آمد کرانے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس کی روح کو مطابق اس پر عمل کیا جائے اور جس طرح سے طے ہوا ہے اسی انداز میں اس کو باقی رکھا جائے لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ کیونکہ انہوں نے آئینی سمجھوتے کی دھجیاں بکھیر دیں اس لئے ہم بھی مجبور ہیں اور یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہیں کہ جب انہوں نے خود ہی اس کو توڑ دیا، وہ کار آمد نہیں رہا۔

آئینی سمجھوتے کی موجودہ حیثیت

پھر دوسرے حیثیت بھی اس کی ہے، آئینی سمجھوتہ چند رہنما اصول تھے، چند امور تھے کہ جن کی روشنی میں دستور کو مرتب کرنا تھا آئینی سمجھوتہ دستور ساز کمیٹی کی ملکیت ہو گیا اور دستور ساز کمیٹی نے جہاں اور جس حد تک اس پر عمل کرنا چاہا عمل کرنے کی کوشش کی ہے، ظاہر کہ وہ دستور کے اندر موجود ہے جیسا کہ حکمران جماعت کمیٹی ہے۔ اب دستور کے اندر جو غلط چیزیں آگئی ہیں ان کی صلاح کی کوشش کرنی چاہیئے۔

میرے عزیز ہموطن بھائیو اور بہنو!

اس وقت ہم اپنی تاریخ کے جس نازک بحران سے گذر رہے ہیں اور اس کا تقاضہ یہ ہے کہ متحد ہو کر ملکی سالمیت قومی وقار اور فطری ہم آہنگی کے لیئے جدوجہد کی جائے اور بے بنیاد الزامات سے بہ ممکن گریز کیا جائے۔

افسوسناک بات یہ ہے کہ حکمران پارٹی اور اس کی پروپیگنڈہ مشیزی جسے اس وقت تصویر کا صحیح رُخ پیش کرنا چاہیئے تھا، اس بے بنیاد پروپیگنڈہ میں مصروف ہے کہ حزب اختلاف سمجھوتے سے منحرف ہوگئی ہے حالانکہ ہر شخص آسانی سے یہ بات سمجھ سکتا ہے کہ اگر ہم کوئی آئینی بحران پیدا کرنا چاہتے تا ہم دستور سازی کی راہ میں کوئی رکاوٹ ڈالنی چاہتے تو ہم افہام و تفہیم کے ذریعہ متفقہ فیصلہ تک پہنچنے کی کوشش ہی نہ کرتے۔ اب وقت آگیا ہے کہ ہم قومی مفاد کو ذاتی اجتماعی مفاد پر ترجیح دیں۔ ہمیں اپنے لئے ملک کے لئے خود کو قربان کرنے کے جذبہ سے سرشار ہونا چاہیئے۔ میں اپنے عوام کے توسط سے حکمران جماعت سے اپیل کروں گا کہ آیئے ہم مل کر اپنی قوم کی بے یقینی کو دور کرنے کی جدوجہد کریں اور اپنی قوم کی بے یقینی کو دور کرنے کی جدوجہد کے ساتھ اس قوم کو اپنی رسوائیوں کے انتقام کے لئے تیار کریں۔ جہاں تک میرا اور میری جماعت جمعیت العلمائے پاکستان کا تعلق ہے، ہمارے نزدیک پاکستان خدا کی عطا کی ہوئی ایک بہت بڑی نعمت ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا فرض ہے کہ سیاسی وابستگیوں

Marfat.com

سے بالاتر ہو کر نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اس ملک کو ایک سچی اسلامی فلاحی ریاست بنانے کی کوشش کی جائے اور تصادم کش مکش، بے یقینی اور بے چینی کی بجائے اس قوم کے جذبہ تعمیر کو اُجاگر کیا جائے اور اس مقصد کے لئے ہم اپنے ہموطنوں کو یقین دلاتے ہیں کہ ہر بڑی سے بڑی قربانی سے بھی انشاء اللہ اس وطنِ عزیز کے تحفظ کے لئے ہم کبھی دریغ نہیں کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو۔

اسلام پائندہ باد ، پاکستان پائندہ باد

مقاماتِ مُصطفٰے

عظمتِ شانِ رسالت پر مشتمل یہ کتاب حضرت پیر محمد اشرف موہڑوی کی تالیف ہے جس میں مقاماتِ مصطفٰے پر احسن طریقہ سے بیان کیا گیا ہے۔

قیمت۔ قسم اول ۴ روپے۔ دوم ۳ روپے۔

ملنے کا پتہ:۔ نورانی بک ڈپو نورانی مارکیٹ جادہ جہلم۔

Marfat.com

ریڈیو و ٹیلیویژن

انٹرویو

مبلغ اسلام

علّامہ شاہ احمد نورانی

و

زیدی

Marfat.com

زیدی :۔ آپ نے اپنی تقریر میں پیپلز پارٹی پر ڈھٹائی، بے باکی اور بے دردی کے ساتھ بدعہدی کا الزام لگایا ہے۔ میں اس سلسلہ میں تفصیلات میں جائے بغیر آپ سے صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا جمہوریت کا پہلا سبق یہ نہیں ہے کہ اکثریت کی رائے کا احترام کیا جائے۔

مولانا نورانی :۔ جی ہاں۔ لیکن اکثریت اگر اپنے آپ کو کسی چیز کا پابند کرے تو ظاہر ہے کہ وہ اس رائے کی پابند ہو گئی۔ اس سمجھوتے کی پابند ہو گئی۔ تو اس سے انحراف لازمی طور پر نہیں کرنا چاہیئے۔

زیدی :۔ آپ کی مراد اس آئینی سمجھوتے سے ہے؟

مولانا نورانی :۔ یقیناً آئینی سمجھوتے سے ہے۔

زیدی :۔ اچھا، آپ کا فرمانا ہے کہ اس آئینی سمجھوتے کی پابندی آپ نے تو کی اور جہاں تک میں سمجھا ہوں آپ کا یہ بھی تاثر ہے کہ اس سلسلہ میں حزب اختلاف کی دوسری جماعتوں نے بھی پابندی کی ہے اگر کسی نے بدعہدی کی ہے تو وہ اکثریتی پارٹی نے کی ہے۔

مولانا نورانی :۔ اس لئے کہ اکثریتی پارٹی نے مسودہ آئین کو آئین ساز کمیٹی میں مرتب کیا اور چونکہ ان کی اکثریت تھی اسی لئے اس کے بنانے والے بھی وہی تھے۔ ہم تو صرف ترمیم دینے کا حق رکھتے تھے۔ تو ظاہر ہے۔۔۔

زیدی :۔ (بات کاٹتے ہوئے) معاف کیجئے گا۔ اس پہ آپ کو کوئی اعتراض ہے کہ کسی ایک پارٹی کو وہاں اکثریت حاصل ہو؟ بات

Marfat.com

کو ذرا آگے بڑھاتے ہوئے آپ سے یہ پوچھا جائے کہ کیا آپ اس طرح کی کسی تجویز کو پسند کریں گے کہ آئندہ قومی اسمبلی میں کسی پارٹی کو اتنی اکثریت نہ حاصل ہو جائے کہ جسے ظالمانہ یا اس قسم کے کوئی اور لقب سے یاد کیا جا سکے۔

مولانا نورانی :۔ یہ تو ہمیشہ ہوتا رہے گا کہ کوئی نہ کوئی پارٹی اکثریت سے برسرِ اقتدار آئے گی۔ سوال اس کا نہیں ہے کہ ہم کسی کو حق دیتے ہیں کہ نہیں یہ تو حق قدرتی طور پر الیکشن میں ووٹ ڈالنے والے افراد ہی دیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ اکثریتی پارٹی آئین ساز ادارے بیٹھ کر یعنی میں بیٹھ کر آئینی سمجھوتے کی روشنی میں دستور تیار کرنے کی پابند تھی اس نے ازخود یہ پابندی قبول کی تھی۔

زیدی :۔ جس پارٹی پر آپ بدعہدی کا الزام لگا رہے ہیں۔ وہ یہ کہتی ہے کہ ہم نے پوری طرح اس کی پابندی کی ہے اور اگر کوئی بدعہدی ہوتی ہے تو وہ دوسری جماعتوں کی طرف سے ہوتی ہے۔

مولانا نورانی :۔ اس الزام تراشی کا صحیح جواب یہی ہے کہ ہر دو فریق ریڈیو، ٹیلی ویژن پر بیٹھ جائیں اور قوم کے سامنے اس بات کا فیصلہ کروا جائے کہ کس نے کہاں بدعہدی کی ہے۔ اگرچہ میں نے اپنی تقریروں میں خود اس کی نشاندہی کی ہے اور اگر اس نشاندہی سے آپ مطمئن نہیں ہوئے تو اس کی صورت یہی ہے کہ دونوں بیٹھ جائیں۔

زیدی :۔ کیا ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے علاوہ آپ کے خیال میں کوئی

Marfat.com

اور ادارہ نہیں ہے، جہاں آپ جا کر اس بات کا تصفیہ کر سکیں کہ کس نے کتنی پابندی کی ہے۔۔ ؟

مولانا نورانی :۔ ہاں۔ ایک بہت بڑا با اختیار ادارہ ہے وہ ہے قومی اسمبلی ـــــ جب قومی اسمبلی آئین ساز ادارے کی حیثیت سے کام شروع کرے گی تو اس میں یہ بات آئے گی۔

زیدی :۔ تو اس سے پہلے میرے خیال میں یہ جو باتیں آئی ہیں......

مولانا نورانی :۔ اس سے پہلے کے لئے، کیونکہ طریقہ کار یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر سب کو دعوت دی جائے اور ہر ایک کا نقطۂ نظر سمجھنے کی کوشش کی جائے تو ظاہر ہے کہ یہ بھی ایک طریقہ ہے اس کے علاوہ اب میں اپنی تقریر میں کسی کے متعلق یہ کہہ رہا ہوں کہ اس نے بدعہدی کی ہے۔ دوسرا اپنی تقریر میں کہہ رہا ہے کہ تم نے کی ہے تو اس کا علاج یہ ہے کہ دونوں بیٹھ جائیں ایک ساتھ۔

زیدی :۔ (بات کاٹتے ہوئے) بہت بہتر تو اس سلسلہ میں......

مولانا نورانی :۔ (بات پوری کرتے ہوئے) اور دونوں ساتھ بیٹھ کر بات قوم کے سامنے رکھ دیں۔ قوم خود فیصلہ کرے گی۔

زیدی :۔ اس سلسلہ میں میں آپ کی توجہ ایک مسئلہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں آپ کے علم میں ہوگا کہ "نیپ" جس نے بہر حال اس سمجھوتے پر دستخط کئے تھے اس نے حال ہی میں کچھ نئے مطالبات پیش کئے ہیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ محکموں کی مشترکہ فہرست میں سے ۱۴ محکمے

Marfat.com

نکال کر صوبوں کی تحویل میں دے دیئے جائیں اس طرح کچھ دوسرے مسائل ہیں مثلاً کچھ دفعات کو کچھ پارٹیوں نے غیر جمہوری قرار دیا ہے جن پر آپ نے آئینی سمجھوتے میں اتفاق کیا تھا۔ خود آپ نے اپنے اختلافی نوٹ میں یہ فرمایا ہے کہ وزیر اعظم کے خلاف ۲/۳۔

مولانا نورانی :۔ (بات کاٹتے ہوئے بولے) معاف کیجئے گا زیدی صاحب! آپ کا سوال بڑا لمبا ہو گیا .... سوال بڑا طویل ہے۔ سوال خود مجھے اس میں سے (چھانٹ کر) نکالنے پڑیں گے

زیدی :۔ میں صرف ان تضادات کی طرف آنا چاہتا ہوں .... آپ نے فرمایا ہے کہ اکثریتی پارٹی نے آئینی سمجھوتے سے انحراف کیا ہے جبکہ دوسری تمام پارٹیاں اس کی روح کے ساتھ لفظ لفظ کی پابند ہیں، میں آپ کی توجہ ان تضادات کی طرف دلانا چاہتا تھا جو مختلف پارٹیوں نے آئینی سمجھوتے سے اختلاف رائے کی صورت میں ظاہر کیا ہے۔ جس میں آپ کی پارٹی بھی شامل ہے؟

مولانا نورانی :۔ ان تمام پارٹیوں کو جن کے متعلق آپ ذکر فرما رہے ہیں اُن کو بُلا لیا جائے اُن پارٹیوں کے متعلق آپ مجھ سے کیوں دریافت کر رہے ہیں۔ آپ مجھ سے میری پارٹی کے متعلق سوال کریں۔

زیدی :۔ جی۔ آپ کی پارٹی بھی اس میں شامل ہے .... آپ نے اپنے ایک اختلافی نوٹ میں فرمایا تھا کہ ....

مولانا نورانی (فوراً بولے) کیا آپ کے خیال میں اختلافی نوٹ لکھنے کا

Marfat.com

حق نہیں باقی رہتا۔

زیدی :۔ بے شک .... بالکل باقی رہتا ہے۔

مولانا نورانی :۔ آپ نے غور فرمایا ہوگا کہ آئینی سمجھوتے میں کل ۴۵ دفعات ہیں جبکہ دستوری مسودہ میں ۲۸۰ دفعات ہیں، تو ظاہر ہے کہ اختلافی نوٹ تو لکھنا ہی پڑے گا۔

زیدی :۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے کہا، بدعہدی انہوں نے کی" لیکن آپ کی پارٹی میرے سے اس ایک دفعہ کے خلاف ہے جس پر آپ نے سمجھوتے پر دستخط کئے تھے اور یہ اختلاف غالباً مسودہ آئین نے آنے سے پہلے ہی شروع ہو گیا تھا۔

مولانا نورانی :۔ کس سلسلہ میں ؟

زیدی :۔ مثلاً ۲/۳ کی اکثریت والی بات تھی اس پر چند پارٹیوں نے اعتراض کیا کہ یہ غیر جمہوری ہے۔

مولانا نورانی :۔ مسودہ آئین کے باہر آنے سے پہلے تو حزب اختلاف کی کوئی بات ہی نہ تھی مسودہ آئین جب زیرِ بحث تھا اور آئینی سمجھوتے کی جہاں جہاں جس جس شق پر خلاف ورزی ہو رہی تھی تو ظاہر ہے کہ اس پر تو اختلافی نوٹ لکھنا ہی تھا۔ اگر اس کی نشاندہی نہ کی جاتی تو کیسے پتہ چلتا کہ آئینی سمجھوتے سے کہاں کہاں انحراف کیا گیا ہے۔

زیدی :۔ آپ نے اپنی تقریر میں اس وقت یہ تاثر دینے کی کوشش بھی کی ہے کہ اگر یہ مسودہ آئین موجودہ شکل میں منظور کر لیا گیا تو یہ چند افراد کا

Marfat.com

بنایا ہوا آئین ہوگا ۔ کیا یہ واقعہ نہیں مولانا صاحب کہ یہ مسودہ آئین جس پارٹی نے تیار کیا ہے اس نے اسمبلی میں غالب اکثریت کے باوجود آئین سازی کے مسئلہ پر اجماع کی ضرورت بھی محسوس کی اور ۲۰ اکتوبر کا سمجھوتہ اس بات کا ثبوت ہے ؟

مولانا نورانی :۔ ۲۰ اکتوبر ۱۹۷۲ء کے سمجھوتے میں تمام پارٹیاں شریک تھیں ، اب جبکہ اس آئینی سمجھوتے کی خلاف ورزی ہوگی تو اب یہ شریک پارٹیاں اس سمجھوتے میں شریک نہ رہیں گی ۔ جب اس کی خلاف ورزی ہوگئی تو سمجھوتہ ٹوٹ گیا ۔

زیدی :۔ میں صرف یہ پوچھ رہا ہوں کہ اس تعبیر کا حق آپ کسے دیں گے کہ خلاف ورزی ہوتی ہے یا نہیں ؟

مولانا نورانی :۔ اس تعبیر کا حق ہر دو فریق کو دیا جائے گا ۔

زیدی :۔ دو فریق سے آپ کی کیا مراد ہے ؟

مولانا نورانی :۔ معاہدہ کرنے والے یعنی حزبِ اقتدار اور حزبِ اختلاف ۔

زیدی :۔ ابھی آپ نے فرمایا تھا کہ آپ مجھ سے صرف میری پارٹی کی بات کریں اور ابھی آپ نے پوری حزب اختلاف کو ایک فریق بنا دیا ۔

مولانا نورانی :۔ ہاں ۔ جب سب پارٹیاں بیٹھی ہوں یعنی حزبِ اختلاف بھی اور حزبِ اقتدار بھی تو آپ مکمل طور پر سوالات کر سکتے ہیں سبھی سے یعنی حزبِ اختلاف کے نظریات کیلئے ۔ انہوں نے کہاں

Marfat.com

اختلاف کیا اور کہاں نہیں کیا۔؟

اب آپ جو فرما رہے ہیں کہ کسی ایک پارٹی نے فلاں فلاں جگہ اختلاف کیا ہے تو ظاہر ہے کہ آپ اُس پارٹی کو بلا کر دریافت کریں کہ صاحب آپ کے ۔ ۔ ۔ کیا ہیں ۔؟ مجموعی طور پر سوالات آپ اُسی وقت کر سکتے ہیں جب تمام پارٹیاں موجود ہوں ۔ آئینی مسودہ اور سمجھوتے کے لیے میں نے جمعیت علماء پاکستان سے متعلق جو کچھ بھی عرض کیا ہے اُس پر دریافت فرمائیں ۔

زیدی :۔ کچھ تو رائے آپ نے آج ظاہر کی ہے اور کچھ اس سے پہلے بھی آپ اپنی پریس کانفرنس میں سمجھوتے کے سلسلہ میں کہہ چکے ہیں ۔ مثلاً ۸ جنوری ۷۳ء کو ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے کہا تھا کہ قومی اسمبلی میں جو مسودہ آئین پیش کیا گیا ہے میری جماعت اُسے صرف اس شرط پر من و عن تسلیم کرنے کو تیار ہے کہ آئین کی منظوری کے ساتھ ہی ملک میں از سر نو انتخابات کرا دیئے جائیں ۔ کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا غلط ہوگا کہ آپ کو اصولی طور پر مسودہ آئین سے کوئی اختلاف نہیں ، آپ صرف ایک سیاسی شرط کی تکمیل کرانا چاہتے ہیں اگر بات واقعی اصول کی ہوتی تو انتخابات کرانے یا نہ کرانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا ۔

مولانا نورانی :۔ زیدی صاحب آپ تو ما شاء اللہ ، اخبار سے متعلق رہے ہیں ، اخبار میں کسی بھی رہنما کا کوئی بھی سیاسی بیان آتا ہے تو اُس

سیاسی بیان کی مختلف سرخیاں مختلف اخبار لگاتے ہیں اور ہر شخص اپنے اپنے نظریہ کے مطابق، اپنی اپنی فہم کے مطابق اس کی تفسیر کرتا ہے تو یہ بیان کسی صاحب نے اپنے کسی اخبار میں لکھا ہوگا غالباً "ایجاد بندہ" ہی اس کو کہا جا سکتا ہے۔ میں نے اس قسم کی کوئی شرط نہیں لگائی (تھوڑا تیز مگر نرم لہجہ میں)

کون سے اخبار میں آیا ہے اس کا حوالہ دیں۔ تین چار اخبارات اگر سامنے رکھ کر پڑھے جائیں تب تو ظاہر ہے کہ قابل غور ہوتا ہے لیکن ایک اخبار میں اگر ایک بیان ہو اور اس کی ایک ہی سرخی کو لے لیا جائے تو پھر بات صحیح طور پر سمجھ میں نہیں آتی۔

زیدی:- میں وہ اخبار بھی آپ کے سامنے پیش کر سکتا ہوں، ایک پالیسی اسٹیٹمنٹ تھا میں نے آپ کے کسی سرسری بیان سے یہ نتیجہ اخذ نہیں کیا تھا اور جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے آپ نے کوئی تردید اس سلسلہ میں جاری نہیں کی۔ صفحہ اوّل پر سے یہ بیان شروع ہوتا ہے اور یہ صرف ایک سرخی نہیں ہے۔

مولانا نورانی:- ملک میں متعدد روزنامے شائع ہوتے ہیں اور ان میں زعماء و سیاسی رہنماؤں کے مختلف بیانات شائع ہوتے ہیں اور تمام ہی اخبارات کے بیانات ظاہر ہے نہیں پڑھے جا سکتے ہیں میرا یہ بیان ملک کے کسی ایک ہی اخبار میں آیا ہوگا دوسرے کسی اخبار میں نہیں ہوگا۔

Marfat.com

زیدی ۔ نہیں سبھی اخباروں میں ہے غالباً ۔

مولانا نورانی :۔ اگر سب ہی اخبارات میں ہے تو آپ دو یا تین اخبارات ملا کر دکھائیں ۔ تب ہی میں بتا سکتا ہوں ۔ کم از کم تین اخبارات تو ہونے چاہئیں ۔

زیدی :۔ ویسے میں ایک دفعہ آپ کا بیان پڑھ دوں ۔ (اخبار نکالتے ہوتے)

مولانا نورانی :۔ نہیں ۔ میں عرض کر رہا تھا کہ یہ صرف ایک اخبار ہے ۔ دو تین اخبارات ہونے چاہئیں ۔ آپ نے پریس کانفرنس کا حوالہ دیا ہے کیا پریس کانفرنس صرف ایک ہی اخبار میں چھپی ہے ؟

زیدی :۔ اور اخبارات میں بھی ہے لیکن میں پورا پلندہ نہیں لا سکتا تھا ۔ میں نے سمجھا کہ آپ شاید ایسے ہی کافی سمجھیں ۔

مولانا نورانی :۔ دیکھئے ۔ میں آپ سے عرض کروں کہ تمام اخبارات یہاں موجود نہ ہوں اور اُن کی تمام سرخیوں کا تقابل اور موازنہ نہ کر لیا جائے تب تک اس بیان کی روح سمجھ میں نہیں آ سکتی ۔

زیدی :۔ میں نے آپ سے سرخی کا ذکر نہیں کیا تھا پورے متن کا ذکر کیا تھا ۔

مولانا نورانی :۔ پریس کانفرنس صرف ایک اخبار میں آئی ہو گی دوسرے کسی اخبار میں نہیں ہو گی ۔

زیدی :۔ آپ کی پریس کانفرنس میں کیا صرف ایک ہی آدمی ہوتا ہے ۔

Marfat.com

مولانا نورانی :۔ میری پریس کانفرنس میں متعدد افراد ہوتے ہیں لیکن چونکہ آپ ایک ہی اخبار کا حوالہ دے رہے ہیں اس لئے اس کا مطلب یہ نکلا کہ اُس پریس کانفرنس میں صرف ایک ہی صاحب تھے (ہنستے ہوئے) اور اُنہوں نے اپنی فکر اور اپنے خیالات کی ترجمانی کی ہے۔ انہوں نے یہی سمجھا ہوگا اور میں ان کی سمجھ پر پابندی نہیں لگا سکتا۔ جو چاہیں سمجھیں۔

زیدی :۔ مولانا صاحب! جہاں تک مجھے علم ہے قومی اسمبلی کے ۱۵۰ کے ایوان میں آپ کی جماعت یعنی جمعیت علماء پاکستان کے ارکین کی تعداد تقریباً ۹ ہے۔

مولانا نورانی :۔ تقریباً سات ہے (طنز کرتے ہوئے)

زیدی :۔ تقریباً سات، بہرحال یہ تمام ارکان دو صوبوں سندھ اور پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ ان دو صوبوں کے ..۱ کے لگ بھگ ارکان اسمبلی آپ کی پارٹی کے مشوروں پر عمل کریں۔

مولانا نورانی :۔ میں تو نہیں چاہتا کہ میری پارٹی کے سات ارکان کے مشورے پر عمل کیا جائے میں نے اپنے کسی بیان میں نہیں کہا۔

زیدی :۔ اس سے پہلے چونکہ جمہوری اصول کی بات ہوچکی ہے اور یہ اس فیڈریشن کے دو یونٹ ایسے ہیں جس میں جس پارٹی کو آپ اکثریتی پارٹی کہتے ہیں اس کو بہت بڑی اکثریت حاصل ہے۔

مولانا نورانی :۔ دیکھئے صاحب خلط مبحث ہوجاتا ہے، یہاں اس وقت یہ سوال نہیں ہے کہ ہماری رائے کو قبول کیا جائے یا ہمارے

Marfat.com

مشورے کی پابندی کی جائے۔ اس وقت سوال یہ ہے کہ ایک آئینی سمجھوتہ ہوا۔ اس سمجھوتے پر دستخط کرنے والی جماعتوں نے کس حد تک پابندی کی ہے۔

زیدی:۔ اس سے پہلے آپ نے اپنے ایک بیان میں اگر آپ اُس سے اتفاق کریں تو یہ فرمایا تھا کہ پیپلز پارٹی کو چاہیئے کہ وہ نیپ سے کوئی نہ کوئی مفاہمت کرلے۔

مولانا نورانی:۔ میرا اپنا ذاتی خیال یہ ہے کہ آپ آئینی سمجھوتے کی حد تک محدود رہیں اور میرے پریس کے بیانات اگر آپ نکالنا شروع کردیں گے تو غالباً نشئہ سے جو سلسلہ شروع ہوگا وہ سلسلہ لامتناہی ہوگا اور پتہ نہیں بات کہاں تک پہنچے گی۔

زیدی:۔ میں صرف وہ بیانات آپ کی خدمت میں پیش کر رہا تھا جو آئینی سمجھوتے سے متعلق ہیں۔

مولانا نورانی:۔ بہرحال میں نے ابھی ۴۷ منٹ تک مسلسل آئینی سمجھوتے کے سلسلہ میں تقریر کی تھی۔ اس سلسلہ میں جو چاہیں پوچھ لیں۔

زیدی:۔ بہرحال یہ بڑی اہم بات تھی اور آئینی سمجھوتے کے سلسلہ میں تھی جس میں آپ نے اپنی پارٹی کو اتنی اہمیت نہیں دی ہے اور کہا ہے کہ نیپ سے سمجھوتہ کرنا ہوگا اس لیئے ....

مولانا نورانی:۔ (بات کاٹتے ہوئے گویا ہوئے) میں نے کہا! کب کہا! (طنزیہ انداز میں) کسی ایک ہی اخبار میں کہا ہوگا۔ (دیکھئے

بیان اگر متفقہ طور پر تمام اخبارات میں اسی ایک مضمون کا آئے تب تو بات ہے ورنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

زیدی :۔ اچھا جی ۔ وہ بات ختم ہو گئی میں اب اسی تقریر کا ذکر کرونگا جس میں آپ نے یہ فرمایا ہے کہ افہام و تفہیم سے کام لے کر متفقہ فارمولے کی ضرورت ہے تو آپ مجھے یہ بتا سکیں گے کہ خود حزب اختلاف کتنے معاملات میں متفق ہے اور اگر حزب اختلاف ہی پر چھوڑتے ہوئے اکثریتی پارٹی اپنے آپکو آئین سازی کے معاملات سے الگ کر لے تو کیا حزب اختلاف کوئی متفقہ فارمولا تلاش کر سکتی ہے ؟

مولانا نورانی :۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حزب اختلاف کن باتوں پر متفق ہے تو آئینی سمجھوتہ اس بات کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ حزب اختلاف میں کوئی اختلاف نہیں تھا اور وہ متفق بھی آئینی سمجھوتے سے سب ہی نے اتفاق کیا تھا اور حزب اختلاف میں کوئی بھی اختلاف نہیں تھا اس وقت ۔

زیدی :۔ کیا اب بھی نہیں ہے ؟

مولانا نورانی :۔ یہ تو آئینی سمجھوتے کی بات ہو رہی نا ۔ !

زیدی :۔ جی آئینی سمجھوتہ ہی کے سلسلہ میں پوچھ رہا ہوں ۔

مولانا نورانی :۔ ظاہر ہے کہ حزب اختلاف کی جماعتیں متفقہ طور پر اس بات پر حزب اقتدار کو موردِ الزام ٹھہرا رہی ہیں کہ اُس نے بدعہدی کی ۔ اُس نے اپنے مواعید سے انکار کیا اور آئینی سمجھوتے میں جو کچھ

Marfat.com

بھی تحریر کیا گیا تھا۔ اس کو من وعن مسودہ آئین میں شامل نہیں کیا گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حزب اختلاف یہاں بھی متفق ہے۔ آئینی سمجھوتے کے وقت بھی متفق تھی اور اب بھی متفق ہے۔

زیدی:۔ جی ہاں! تقریر میں تو ایسا ہی نظر آتا ہے کہ صاحب بڑے متفق ہیں لیکن میں آپ کی توجہ مسودہ آئینی سمجھوتے کی ایک شق کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں، مسودہ آئین میں جو جائیداد کو بلامعاوضہ تحویل میں لینے کے سلسلہ میں قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ کو دیا گیا ہے۔ آپ کی جماعت کا موقف اس سلسلہ میں کیا ہے؟

مولانا نورانی:۔ میری جماعت کا موقف بالکل واضح ہے اور وہ یہ کہ ہر وہ جائیداد جو غیر قانونی ذرائع سے حاصل کی گئی ہو یا وہ دولت جو غیر قانونی ذرائع سے جمع کی گئی ہو، اس کو ضبط کر لیا جائے۔

زیدی:۔ لیکن آپ نے اپنے اختلافی نوٹ میں ایسی کوئی وضاحت نہیں کی اور اس کے بجائے یہ مطالبہ کیا ہے کہ جائداد کی ضبطی سے متعلق پورا آرٹیکل حذف کر دیا جائے۔

مولانا نورانی:۔ آرٹیکل کو اس لئے حذف کر لیا جائے کہ اس آرٹیکل میں حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ ہر قسم کی جائداد کو ضبط کرلے میں چاہتا ہوں کہ یہاں ایسی چیز ہو کہ ہر وہ جائداد جو خلاف قانون، غیر آئینی ذرائع اور حرام روزی سے جمع کی گئی ہو ضبط کر لی جائے اور حلال روزی سے کمائی گئی جائداد کو باقی رہنا چاہیئے۔

Marfat.com

زیدی :۔ صاحب۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے ایسی کوئی وضاحت نہیں کی۔ اگر آپ یہ فرما دیتے کہ ان چیزوں سے تو ہم متفق ہیں لیکن ان سے نہیں ہیں۔

مولانا نورانی :۔ اختلافی نوٹ میں اتنی زیادہ تفصیل دینے کی ضرورت نہیں تھی، ہم نے اس دفعہ سے اس لئے اختلاف کیا کہ اس دفعہ میں وہ تمام لوگ خواہ ان کی آمدنی حلال ہو خواہ حرام، کیسی بھی ہو، سب کو ایک لکڑی سے ہانکا گیا ہے اس لئے ہم نے اس دفعہ سے اختلاف کیا اور کہا یہ دفعہ اس طرح سے ٹھیک نہیں ہے۔ دستور پر جب بحث شروع ہوگی تو ظاہر ہے کہ اسمبلی میں اس میں ترمیم آئے گی اور پھر آپ اس کو ملاحظہ فرمایئے گا۔

زیدی :۔ لیکن اس میں جو دوسری دفعات ہیں ایک میں تو ملکیت کی حد مقرر کرنے کا حق دیا گیا ہے دوسرے ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہوئی جائداد کو قبضے میں لینے کا حق دیا گیا ہے باقی جو چیزیں ہیں مثلاً یہ کہ حکومت کوئی املاک جبری طور پر حاصل کر سکتی ہے یا ایسی جائداد کو تحویل میں لے سکتی ہے جو انسانی زندگی، املاک یا صحت کے لئے خطرہ ہو یا جن کے تحت حکومت ایک خاص مدت کے لئے کسی جائیداد کے نظم و نسق کو اپنی تحویل میں لے سکتی ہے۔ یہ ۱۹۵۶ء کے آئین میں بھی شامل تھا۔ لہذا میں نہیں سمجھتا کہ اس معاملہ میں کوئی بڑا انحراف کیا گیا ہے۔

مولانا نورانی :۔ آپ کے کہنے کا مطلب یہ ہوا کہ چونکہ ۱۹۵۶ء کے آئین میں بھی یہ سب کچھ شامل ہے اس لئے یہاں بھی ہونا چاہیئے۔

Marfat.com

زیدی :۔ یہ میں نے نہیں کہا، میں صرف اس لئے کہہ رہا ہوں کہ ایک زمانے میں ۵۲ء کے آئین کی بڑی پر زور سفارش کی جا رہی تھی کہ کسی طرح سے نافذ کر دیا جائے۔ مختلف جماعتوں کی طرف سے۔

مولانا نورانی :۔ بہر حال میری جماعت اس میں شریک نہیں تھی۔

زیدی :۔ آپ سے متفق ہونے والی کچھ جماعتیں تو شریک تھیں۔

مولانا نورانی :۔ ٹھیک ہے ہوں گی۔ مگر یہ آپ ان ہی سے دریافت کر سکتے ہیں کہ وہ کیوں متفق تھیں اور کیوں نہیں تھیں۔

زیدی :۔ اچھا صاحب! اسی حزب اختلاف کی بات ہو رہی تھی کہ حزب اختلاف میں کئی معاملات میں کس حد تک اختلاف ہے، آپ نے آئین کی منظوری کے بعد انتخابات کو سب سے بڑا مسئلہ قرار دیا ہے اور اس کا تذکرہ آپ نے اختلافی نوٹ میں اور تقریر میں بھی کیا ہے جبکہ نیپ اور جمعیت علمائے اسلام اس کے حق میں نہیں ہیں تو حزب اختلاف میں اس بارے میں اتفاق رائے کیونکر ہوگا۔

مولانا نورانی :۔ یہ بات ابھی ابتدائی مرحلے سے گذر رہی ہے جوں جوں وقت گذرتا جائے گا اور دستور تیار ہوگا تو آپ دیکھیں گے کہ پورا ملک اس بات کا مطالبہ کرے گا کہ نئے انتخابات کرلئے جائیں۔

زیدی :۔ بہر حال آئینی سمجھوتے سے اس کا تعلق نہیں ہے۔

مولانا نورانی :۔ آئینی سمجھوتے سے بڑا خاص تعلق ہے۔

زیدی :۔ آپ فرماتے ہیں؟

مولانا نورانی :۔ آئینی سمجھوتہ کہتا ہے میں نہیں کہتا۔

زیدی :۔ آئینی سمجھوتے پر دستخط کرنے والوں میں مولانا مفتی محمود، جناب غوث بخش بزنجو اور شیر باز مزاری بھی شامل تھے مگر ان تمام حضرات نے اس مطالبہ سے اختلاف کیا ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ حزبِ اختلاف اس معاملے میں بھی پوری طرح متفق نہیں ہے۔

مولانا نورانی :۔ دیکھئے! میں ایک بات عرض کروں۔ ہر شخص کا اپنا اپنا خیال ہوتا ہے۔ ممکن ہے کہ اس وقت وہ انتخاب نہ چاہتے ہوں اور کہتے ہوں کہ ٹھیک ہے پہلے دستور تو بناؤ یہ ایک مقصد ہوا کرتا ہے اور بعض جماعتیں ایسی ہیں جن کا باقاعدہ ایک منظم پروگرام ہے۔ ان کی وسعت نظر ہے اور وہ سمجھ رہے ہیں کہ ملک کے حالات کا تقاضا کیا ہے۔ وہ اس وقت کے کہنے کی بعض باتیں بھی کہہ دیتے ہیں اور مستقبل کے کہنے کی بعض باتیں بھی اور بعض جماعتیں ایسی ہیں جو اس وقت کے کہنے کی باتیں اس وقت کہتی ہیں اور مستقبل کی باتیں اپنے ذہنوں میں محفوظ رکھتی ہیں ظاہر ہے وہ آگے چل کر ظاہر کریں گی سیاست میں عام طور پر یہی ہوتا ہے۔

زیدی :۔ تو پھر یہ ہیر پھیر!!

مولانا نورانی :۔ اس کو آپ ہیر پھیر یا اختلاف نہ کہیں۔ اس کو آپ یوں کہہ سکتے ہیں کہ بعض سیاستدان اپنے بعض پروگراموں کو ایک مقررہ وقت کے لئے اپنے ذہن میں محفوظ رکھتے ہیں اور اس کو مناسب وقت

Marfat.com

اور حالات کے تقاضے کے مطابق ظاہر کرتے ہیں اور بعض حضرات اپنے پروگرام پہلے ہی سے ظاہر کر دیتے ہیں تاکہ آنے والے حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے قوم کو ابھی سے تیار کر لیا جائے۔

زیدی:۔ مطلب یہ ہوا کہ یہ سیاسی چال ہے۔

مولانا نورانی:۔ آپ اسے سیاسی چال نہیں کہیں گے۔ یہ تو سیاسی حکمت عملی ہے اور سیاسی تدبر، یعنی آپ کو اس بات کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ وہ جماعتیں جو ابھی سے انتخاب کا مطالبہ کر رہی ہیں ان کی حال پر بھی نظر ہے اور مستقبل پر بھی۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ملکی حالات کا تقاضا ہے کہ نئے انتخابات اس آئینی سمجھوتے کے مطابق ہونے چاہئیں اس لئے کہ آئینی سمجھوتے میں دو سو ارکین کی اسمبلی طے کی گئی ہے جبکہ دو سو کی اسمبلی مقرر کی گئی ہے تو اس کو پورا کرنا چاہیئے۔ لیکن پر کی جائے گی ۵ سال بعد تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ آئین پر عملدر آمد ۵ سال بعد ہوگا جبکہ آئینی سمجھوتے میں یہ نہیں لکھا کہ

تو کیا یہ سمجھوتے سے انحراف نہیں ہے۔

زیدی:۔ انحراف آپ فرما رہے ہیں۔ دوسری جماعتیں اسے انحراف نہیں سمجھ رہی ہیں۔

مولانا نورانی:۔ ممکن ہے دوسری جماعتیں نہ سمجھ رہی ہوں۔ بہر حال یہ آپ کا خیال ہے۔

زیدی:۔ اور جیسے آپ حال اور مستقبل پر نظر رکھنے کی بات کہہ رہے

Marfat.com

ہیں، میں سمجھ رہا ہوں کہ اس سے بہر حال اس قوم کو تو بہت زیادہ خوشی نہیں ہو رہی۔

مولانا نورانی :۔ قوم کو بڑی خوشی ہو گی۔ قوم کو ایسے سیاسی رہنماؤں کی ضرورت ہے جن کی حال پر بھی نظر ہو اور مستقبل پر بھی، جو ماضی سے سبق لیں۔

زیدی :۔ اسی سلسلے میں، میں اسلامی دفعات پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ مسودہ آئین میں شامل اسلامی دفعات کو زیادہ مؤثر بنانا چاہتے ہیں جبکہ نیپ اس پہلو کو زیادہ لائق توجہ نہیں سمجھتی۔

مولانا نورانی :۔ میرے خیال میں نیپ نے اس آئینی سمجھوتے پر دستخط کیے ہیں، انہوں نے اتفاق کیا ہے کہ اس ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہو گا۔ انہوں نے اتفاق کیا ہے کہ اسلام کو ایک مؤثر اور فعال قوت کی حیثیت سے اس ملک میں نافذ کیا جائے۔

زیدی :۔ یہ میں نے سوال کیا تھا ان سے۔

مولانا نورانی :۔ انہوں نے آئینی سمجھوتے سے اتفاق کیا ہے۔

زیدی :۔ جی ہاں۔ آپ نے اسے روح کے منافی قرار دیا ہے۔ یعنی مسودہ آئین میں جو کچھ دفعات شامل کی گئی ہیں۔ اس کے بارے میں آپ کا کہنا کہ یہ سمجھوتے سے انحراف ہے اور اس میں سمجھوتے کی روح مسخ کر دی گئی ہے جبکہ نیپ جو بعض دوسرے معاملات پر متفق نہیں ہے وہ اپنے طرز عمل سے ثابت کرتی ہے کہ ٹھیک ہے

ہیں آپ سے یہ جاننا چاہتا ہوں کہ کس کس کو اور کس کس طرح سے مطمئن کرنے کی کوشش کی جائے۔ آپ کے خیال میں مسودہ آئین یا کسی آئین کی منظوری کے لئے صد فی صد اتفاق رائے ضروری ہے اور یہ ممکن ہے؟

مولانا نورانی:۔ کس کو، کہاں اور کس طریقہ پر متفق کیا جائے اس کی ضرورت نہیں۔ ۱۷ صفحہ کا جو آئینی سمجھوتہ ہے اور اس میں جسقدر دفعات ہیں اس کی ایک ایک دفعہ پر عمل کر لیا جائے۔ سارا اختلاف یہی ہے کہ آئینی سمجھوتے پر عمل نہیں ہو رہا۔ آئینی سمجھوتے میں کل ۴۵ دفعات ہیں ان پر اتفاق کر لیا جائے بس اس کی روح برقرار رہے گی۔

زیدی:۔ میں نے عرض کیا ہے کہ آئینی سمجھوتہ پر دستخط کرنے والوں میں سے ایک جماعت اس سے مطمئن ہے وہ کہتی ہے کہ اس پر عمل ہوا ہے جب اختلاف رائے کی یہی بات رہی تو اس کی تشریح وتعبیر کا اختیار قومی اسمبلی کو دے دینا چاہیئے کہ اس پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں۔

مولانا نورانی:۔ قومی اسمبلی کو اختیار دیا جائے گا لیکن چونکہ اس سے پہلے ہی مباحثہ شروع ہو گیا ہے اور ایک دوسرے پر الزام تراشی کا آغاز ہو گیا ہے اور اسی لئے آپ کو ضرورت بھی پیش آئی کہ یہاں سب کو دعوت دی جائے تاکہ ہر پارٹی اپنا نقطۂ نظر بیان کرے، عوام کو اس سے سمجھنے میں آسانی ہو گی اور یہ معلوم ہو جائے گا کہ کس نے اور کس کس مقام

Marfat.com

پر بدعہدی کی ہے اور جہاں تک قومی اسمبلی کا تعلق ہے تو وہاں پہ جماعت اپنے VIEWS کو ظاہر کرے گی۔

زیدی :۔ مسودہ آئین پر ان دنوں بے شمار ایسے اعتراضات بھی اٹھائے جا رہے ہیں جن کا اس سے پہلے کوئی تذکرہ نہیں کیا گیا آئینی سمجھوتے اور اس کے مندرجات سے بھی انکا کوئی تعلق نہیں ۔ کیا آپ کے خیال میں یہ طریقۂ کار مناسب ہے اور کیا آئین اسمبلی کے باہر ہی مرتب ہو جانا چاہیئے ؟

مولانا نورانی :۔ تمام آئین تو ظاہر ہے اسمبلی کے باہر مرتب ہو ہی نہیں سکتا یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ آئین کے لئے چند رہنما اصول یا ایسی باتیں جو انتہائی اہم ہیں اور جن کے متعلق امکان ہے کہ وہاں اختلافی نقطۂ نظر ہوگا۔ اتفاق کر لیا جائے تو بہت اچھا ہے۔

زیدی :۔ مولانا صاحب، آپ نے مسودہ آئین پر جو اختلافی نوٹ لکھا تھا اُس پر JUI کے مولانا مفتی محمود نے بھی دستخط کئے تھے لیکن انہوں نے آپ کے نوٹ کے پیراگراف ۸، ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ سے اتفاق نہیں کیا تھا آپ وضاحت فرمائیں گے کہ اس کا سبب کیا تھا؟

مولانا نورانی :۔ یہ تو آپ اُنہی سے دریافت فرمائیے گا۔

زیدی :۔ جب ایک مشترکہ دستاویز لکھی جاتی ہے اور اُس پر دو آدمی دستخط کرتے ہیں اور ایک کہتا ہے کہ میں یہاں آپ سے متفق نہیں تو کوئی تو بات ہوئی ہوگی — ؟

Marfat.com

مولانا نورانی :۔ چونکہ یہاں وہ بھی تشریف لانے والے ہیں اور مجھے یقین ہے کہ آپ نے انہیں دعوت دی ہو گی تو اُن سے آپ دریافت فرمایئے گا۔ وہ اچھی طرح اس کی وضاحت کر سکیں گے۔

زیدی :۔ آپ نے آئینی سمجھوتے میں طریقہ انتخاب کا ذکر نہیں کیا تھا لیکن اختلافی نوٹ میں آپ نے اُسے ایک بنیادی مسئلہ قرار دیا ہے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اگر واقعی یہ بنیادی مسئلہ تھا تو . . . . .

مولانا نورانی :۔ طریقہ انتخاب

زیدی :۔ جی طریقہ انتخاب،

سے بھی کہہ سکتے ہیں۔ ظاہر ہے وہ تو تفصیلات ہیں اُن کو تو طے کرنا ہی ہوتا ہے۔

زیدی :۔ یہ سمجھوتہ تو بنیادی نزاعی مسائل طے کرنے کے لئے ہوا تھا اور یہ توقع کی گئی تھی . . . .

مولانا نورانی :۔ (اچانک بولتے ہوئے) نہیں ایسے بنیادی مسائل جن کی رہنمائی میں مسودہ دستور تیار کیا جا سکے . . . . کس طرح کا ہوگا؟ (جداگانہ) ہوگا یا (مخلوط)

ہوگا۔؟ یہ تو تفصیلات ہیں۔ اور الیکشن کمیشن کو نیشنل اسمبلی میں بیٹھ کر جو ہدایات دی جائیں گی اس کے مطابق ہی ہو سکتا ہے . .

زیدی :۔ تو اگر میں آپ سے یہ عرض کروں کہ یہ سمجھوتہ ان باتوں کے لئے کیا گیا تھا کہ

Marfat.com

(۱) ملک میں وفاقی پارلیمانی نظام قائم کیا جائے۔

(۱۱) صوبوں کو زیادہ سے زیادہ خود مختاری دی جائے۔

مولانا نورانی:۔ اسلام کو اس ملک میں بالادستی حاصل ہو، نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم رائج کیا جائے۔

زیدی:۔ اور جمہوری اداروں کے فروغ کا اہتمام کیا جائے۔

مولانا نورانی: (مزید وضاحت کرتے ہوئے) عدلیہ کو مکمل آزادی دی جائے۔

زیدی:۔ تو اگر میں کہوں کہ سمجھوتے کی پوری طرح پابندی کی گئی ہے صرف تفصیلات میں اختلاف ہو سکتا ہے اور اس کے لئے صریح بدعہدی یا صریح وعدے سے مکرنے کا الزام لگانا کچھ زیادتی ہے تو میں اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جیسا کہ لائلپور میں ایک گھنٹہ گھر ہے۔
آپ کسی بھی راستے پر جائیں گے
اسی طرح مسودہ آئین میں وزیر اعظم کو ایک گھنٹہ گھر بنا دیا گیا ہے!

مولانا نورانی:۔ طریقہ انتخاب کا تو کہیں ذکر نہیں ہے۔ کس کے انتخاب کا طریقہ۔؟

Marfat.com

زیدی :۔ جداگانہ انتخاب!

آپ نے اپنے اختلافی نوٹ میں اسے ایک بنیادی مسئلہ قرار دیا ہے۔ اگر یہ واقعی بنیادی مسئلہ تھا تو آپ نے اسے سمجھوتے میں شامل کرنا کیوں ضروری نہیں سمجھا۔

مولانا نورانی :۔ دیکھئے۔ بہت سی چیزیں ایسی ہیں جو آئینی سمجھوتے میں شامل نہیں ہیں لیکن دستور کا مسودہ تیار کرنے کے وقت ۲۸۰ دفعات اسی لیئے بنی ہیں کہ بہت سی چیزیں جو وہاں شامل نہیں ہوئیں یہاں ہوگئیں۔ یہی بات ہم دوسری سے بھی کہہ سکتے ہیں کہ آئینی سمجھوتے میں تو صرف ۵۴ دفعات تھیں پھر ۲۸۰ آپ نے کیسے کر دیں۔ حکمران جماعت۔

مولانا نورانی :۔ سب سے بڑی شکایت تو یہی ہے کہ اگر کہیں تفصیلات میں اختلاف ہوتا تو بدعہدی کا الزام نہیں لگ سکتا یہاں سب سے زیادہ رونا تو اس بات کا ہے کہ حکمران جماعت نے جو بنیادی اصول طے کیئے تھے ان سے انحراف کیا ہے تعبیر و تشریح سے اختلاف نہیں کیا۔ سب سے زیادہ دکھ کی بات یہی ہے اور بدعہدی کا الزام اسی لیئے لگایا گیا کہ یہاں طے شدہ بنیادی اصولوں سے انحراف کیا گیا ہے۔ تعبیر و تشریح کا اختلاف تو ہمیشہ ہی چلتا رہے گا عدالت میں۔

زیدی :۔ دیکھئے صاحب۔ نظام حکومت کی بات ہے اس میں ایک صدارتی نظام ہوتا ہے دوسرا وفاقی پارلیمانی کیا مسودہ آئین پارلیمانی نظام کا

Marfat.com

مبنی ہے؟ تفصیلات سے قطع نظر۔

مولانا نورانی :۔ زیدی صاحب میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں دمسودہ دستور کا پارلیمانی نظام اس قسم کا ہے کہ شاید اس کی نظیر دنیا کی تاریخ میں کہیں نہ ملے اس لئے کہ اس پارلیمانی نظام میں وزیر اعظم کی ذات کو اتنا عظیم بنا کر رکھ دیا گیا ہے کہ اس کے گرد پورا پاکستان گھومتا ہے یوں سمجھ لیجئے کہ اس کی ذات ایسا محور ہے کہ گھوم پھر کر سب وہیں پہنچ جاتے ہیں یا اگر ایک گھنٹہ گھر بنا دیا جائے جیسا کہ لائلپور شہر کے بیچ میں ہے آپ کسی بھی راستے نکلتے ہوئے چلے جائیں گھنٹہ گھر پر پہنچ جائیں گے۔ اسی طرح اس دستور میں وزیر اعظم کو ایک گھنٹہ گھر بنا دیا گیا ہے اور گھوم پھر کر ساری مشینری خواہ وہ عدلیہ ہو۔ انتظامیہ کی ہو۔ صدارت کی ہو پارلیمنٹ کی ہو۔ اسمبلی کی ہو یا ٹریبونس کی سب گھوم کر اسی طرف آجاتی ہے جو اصل میں پارلیمانی روح کے منافی ہے۔

زیدی :۔ ملک میں آخر کسی کو تو تمام معاملات میں انتظامیہ کا سربراہ بنانا ہوگا۔ اور وہ عوام کا منتخب نمائندہ بھی ہوگا، تو مرکزیت پیدا کرنے کے لئے آپ کوئی تو ایک علامت اس میں رکھیں گے وہ کون ہونا چاہیئے

مولانا نورانی :۔ پارلیمانی نظام میں عام طور پر مرکزیت کی علامت صدر ہوا کرتا ہے اور انتظامیہ کے اختیارات وزیر اعظم کے ہاتھ میں ہوتے ہیں۔ عدلیہ آزاد ہوتی ہے اور الیکشن کمیشن اپنی جگہ آزاد ہوتا ہے وزیر اعظم کا عدلیہ سے براہ راست کوئی تعلق نہیں ہوتا یعنی وزیر اعظم بھی عا

Marfat.com

کے سامنے جوابدہ ہوتا ہے انتظامیہ کو عدلیہ پر ہرگز بالادستی حاصل نہیں ہوتی اور ان تمام فنکشن کی نگرانی کے لیئے۔

زیدی :۔ (بات کاٹتے ہوئے) میں آپ سے یہی پوچھنا چاہوں گا کہ صاحب اس میں انتظامیہ کو کہاں بالادستی دی گئی ہے۔ عدلیہ پر یا الیکشن کمیشن پر؟

مولانا نورانی :۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے انتخاب کے بعد اگر سپریم کورٹ میں کسی قسم کی بدعنوانی ہوتی ہے تو سپریم جوڈیشل کونسل Supreme Judicial Council کے بجائے پارلیمنٹ کو یہ حق دیا گیا ہے کہ بحث و مباحثہ کے بعد کثرت رائے سے عدلیہ کے کسی بھی رکن کو نکال سکتی ہے آپ نے ملاحظہ کیا کہ عدلیہ ایک سیاسی جماعت کے ماتحت ہو گئی جس کو کہ اکثریت حاصل ہے۔

زیدی :۔ میں آپ سے بڑے ادب سے عرض کرونگا یہ کوئی پہلا موقع نہیں ہے کہ پارلیمنٹ کو اس طرح کا حق دیا گیا ہے اس سے پہلے ہمارے یہاں ۵۶ء کے آئین میں بھی یہی گنجائش موجود تھی۔ اس سلسلہ میں متعلقہ دفعہ سے متعلق مسودہ آئین کے آرٹیکل ۱۷۷ میں کہا گیا ہے کہ سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کا تقرر صدر کرے گا اور باقی ججوں کا تقرر صدران تین ناموں میں سے کرے گا جن کی سفارش چیف جسٹس کرے گا گویا یہ اختیار بھی چیف جسٹس کو حاصل ہے ۵۶ء کے آرٹیکل ۱۴۹ میں ہے کہ چیف جسٹس کا

Marfat.com

تقرر صدر کرے گا۔ اور باقی ججوں کا تقرر صدر چیف جسٹس کے مشورے سے کرے گا۔ یعنی ۱۹۵۶ء کے آئین میں صدر کو مشورہ قبول کرنے کا پابند نہیں بنایا گیا تھا جبکہ موجودہ مسوّدہ آئین میں چیف جسٹس جو تین نام دیگا انہیں میں سے ایک کو صدر منتخب کرے گا۔ یہ تو تقرر کی بات ہو گئی۔ جہاں تک علیحدگی کا سوال ہے آپ کا کہنا ہے کہ اس طرح سیاستدانوں۔

مولانا نورانی :۔ (زبیدی صاحب کے سوال کو طول دینے سے روکتے ہوئے) پہلے سوال کا جواب دے دوں پھر آپ کا دوسرا سوال آئے گا۔ عدلیہ کے سلسلے میں آپؐ نے جو پہلی بات کہی ہے کہ صدر عدلیہ کے سربراہ کو مقرر کرے گا۔ اور وزیر اعظم کا اس سے کوئی تعلق نہیں تو محترم یہ صدر کی صوابدید Discretion پر نہیں ہے کیونکہ صدر کو اصل میں مکمّل طور پر وزیر اعظم کا پابند بنا دیا گیا ہے۔

زبیدی :۔ وہ تو آپ ہی نے بنایا ہے آئینی سمجھوتے میں کہا گیا ہے کہ صدر مکمل طور پر پابند ہو گا۔ مجھے یہ نہیں معلوم کہ اس کا پس منظر کیا تھا اور آپ نے کیوں ایسا کیا۔ البتہ میں یہ تصوّر کر سکتا ہوں کہ اس سے پہلے اس ملک میں جمہوری اداروں کے ساتھ صدر یا گورنر جنرل جو کچھ کرتے رہے ہیں اس کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ نے یہ دفعات رکھنی ضروری سمجھی ہیں تاکہ عوام کے براہ راست منتخب نمائندوں کو زیادہ با اختیار بنایا جائے اب آپ کو اسی پر اعتراض ہے ؟

مولانا نورانی :۔ مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ آپ جب یہ فرما

رہے ہیں تو ساتھ ساتھ اس شق پر بھی نظر رکھیں کہ جہاں تک عدلیہ کا تعلق ہے۔ اس پر وزیر اعظم کو بالادستی حاصل نہیں ہوگی اس میں کوئی شک نہیں، کہ صدر وزیر اعظم کے مشورے کا پابند ہوگا۔ لیکن آئینی سمجھوتے میں عدلیہ کی بالادستی والی شق بھی اس کے ساتھ ساتھ الگ رکھی گئی ہے

"The judiciary Election commission shall be independent of the executive"

"آپ نے غور کیا! اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وزیر اعظم اس سلسلہ میں کوئی مشورہ نہیں دے سکتا۔" صدر اپنی صوابدید پر ججوں کا تقرر کرے گا۔ اور الیکشن کمیشن بنائے گا۔

زیدی:۔ آپ متعلقہ دفعہ میں صرف اپنی صوابدید کے مطابق یہ بڑھانا چاہتے ہیں کہ صدر اپنی صوابدید پر۔

مولانا نورانی:۔ صدر اپنی صوابدید پر اپنی رائے اور اپنے اختیارات کو استعمال کرے جیسا کہ آئینی سمجھوتے میں کہا گیا ہے عدلیہ اور الیکشن کمیشن کی آزادی برقرار رکھنے کی صورت یہ ہے کہ ان کا تقرر براہ راست صدر اپنے اختیارات خصوصی سے کرے گا جب کہ یہاں وزیر اعظم کے تحت کر دیا گیا ہے۔

زیدی:۔ اس میں جو الفاظ ہیں وہ تو صدر کے تحت ہیں اور آپ اس کو ——— INTERPRET (توضیح) کر رہے ہیں۔ چونکہ آئینی سمجھوتے میں صدر وزیر اعظم کے مشورے کا پابند ہوگا۔ اس لئے یہاں بھی علیحدگی والی

Marfat.com

شق آپ کے سامنے پڑھنا چاہتا ہوں ۔ ۵۶ء کے آئین میں ہائیکورٹ کا جج اس بنار پر الگ کیا جا سکتا ہے کہ سپریم کورٹ صدر کے استفسار پر کسی جج کے بارے میں بُرے رویہ یا ذہنی و جسمانی معذوری کی بنار پر اسے علیحدہ کا مستحق قرار دے دے ۔ اسی طرح آرٹیکل ۱۵۱ میں کہا گیا ہے کہ سپریم کورٹ کا جج صدر کے حکم سے الگ کیا جا سکے گا۔ بشرطیکہ قومی اسمبلی کے ارکان کی اکثریت اس سے درخواست کرے اور موجودہ ارکان کی ۲/۳ تعداد اس کے حق میں ووٹ دے تو یہ نئی دفعہ نہیں ہے ۔ موجودہ مسودہ آئین میں فرق یہ ہے کہ سپریم جوڈیشل کونسل صدر یا ......

مولانا نورانی :۔ یہ آپ ۵۶ء کے آئین کا حوالہ دے رہے ہیں ۔ میں ۵۴ء کا حوالہ دینا شروع کر دونگا ۔ اگر آپ تمام دساتیر کا مطالعہ کریں جو اس ۲۵ سال کے عرصہ میں اس ملک میں بنتے رہے اور بگڑتے رہے تو ان میں آپ ملاحظہ کریں گے کہ عدلیہ کے اختیارات کو مسلسل ہر دستور میں کم کرنے کی کوشش کی گئی اور اس دستور میں خاص طور سے کی گئی ہے ۔ ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ موجودہ مسودہ آئین میں Toibunal اور Administertive پر عدلیہ کو بالکل اختیار ہی نہیں ۔ یہ کیسی آزادی ہے کہ عدلیہ کو پاکستان میں اپنے فیصلہ کو نافذ کرنے کا اختیار ہی نہیں courts اور Zoibend courts پر اپنا فیصلہ نافذ نہیں کر سکتی ۔

زیدی :۔ میں اگر یہ عرض کردوں کہ ایڈمنسٹریٹو کورٹس اور ٹریبونل جو ہیں

وہ ہماری عدلیہ ہی کا حصہ ہیں تو ......؟

مولانا نورانی :۔ ٹریبونل اور ایڈمنسٹریٹو کورٹس عدلیہ ہی کا ایک حصہ ہیں!
بہت خوب!! اگر عدلیہ ہی کا ایک حصہ ہیں تو عدلیہ ہی کا ایک حصہ تو ہائی کورٹ بھی ہے لیکن ہائیکورٹ میں اگر کسی کے خلاف کوئی فیصلہ ہوتا ہے تو اس کی اپیل سپریم کورٹ میں ہو سکتی ہے۔ لیکن یہاں (یعنی ایڈمنسٹریٹو کورٹس اور ٹریبونل) کے فیصلوں کے خلاف اپیل کرنے کا حق ہی نہیں دیا گیا مطلب یہی ہوا کہ یہ عدلیہ سے باہر ہیں۔

زیدی :۔ یہ تو خاص مقاصد کے لئے قائم کی جائیں گی اور اس میں ایسی کوئی خاص بات نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ معاملات کے جلد تصفیہ کے لئے شاید......

مولانا نورانی :۔ جس مقصد کے لئے بھی قائم کی جائیں اس کو سپریم کورٹ کے ماتحت ہونا چاہیئے کسی بھی شہری کو اس بات کا حق ہے کہ اگر کسی عدالت نے اس کے خلاف کوئی فیصلہ دیا ہے اور اس فیصلہ سے مطمئن نہیں ہے تو عدالت عالیہ میں اس کی اپیل کرے۔ عدالت عالیہ سے مطمئن نہیں ہے تو عدالت عظمیٰ میں اپیل کرے دونوں اعلیٰ عدالتوں میں سے کسی جگہ تو اپیل کا حق دینا چاہیئے تاکہ وہ مطمئن ہو سکے۔

زیدی :۔ بہت بہتر جناب .... اچھا اسلامی نظریات کی کونسل کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ یہ بالکل غیر موثر ادارہ ہے، میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا دستور کی آرٹیکل ۲۲۷ پارلیمنٹ

Marfat.com

کو پابند نہیں کرتی کہ کوئی قانون قرآن و سنت کے منافی نہیں بنایا جائیگا۔ اور تمام موجودہ قوانین کو اسلامی تعلیمات کے ڈھانچے میں ڈھالا جائے گا۔ جب کہ یہ آرٹیکل پابند کرتی ہے تو پھر آپ نے اسلامی دفعات کو غیر مؤثر کیوں کہا ہے؟ اور کیا یہ دفعہ اس کی ضمانت نہیں دیتی؟

مولانا نورانی:۔ آئینی سمجھوتے کی یہ دفعہ تو ضمانت دیتی ہے لیکن اگر آپ مسودہ دستور دیکھیں تو اس میں ضمانت نہیں ملتی۔

زیدی:۔ میرا تو خیال ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں نے تو دیکھا ہے۔

مولانا نورانی:۔ اور اچھی طرح سے پڑھ لیجئے اور آپ دیکھئے ایک طرف تو لکھا ہے کہ۔ "All existing laws shall be brought in confomity with in ingution of Islam, as laid down in the Holy Quran and Sunah, in this part refer to at that inguction of Islam and no how shall be enacted which is repugnant.*

اور یہ گارنٹی دی گئی ہے کہ مگر آگے چل کر دیکھیں کہ وہاں گورنر، وزیر اعظم اور صدر مملکت کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ وہ جس قانون کو چاہیں کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی کو REFER کر دیں مگر اس درمیانی مدت میں جب کہ اس قانون کو پاس کرنے کی ضرورت پیش آ رہی ہو تو بغیر اسلامک

*to such infection"

کونسل کے فیصلے کا انتظار کئے ہوئے اس کو نافذ کر سکتے ہیں ۔ اس طرح خلاف اسلام قانون کو نافذ کر دیا گیا ۔ گویا ایک طرف ضمانت دی گئی ہے مگر دوسری طرف دوسرے ہی ہاتھ سے واپس بھی لے لی گئی ہے آپ اس کی پوری دفعات کو پڑھیں ۔

زیدی :۔ جی، میں نے پوری دفعات پڑھی ہیں اس میں تو یہ کہیں نہیں کہا گیا ہے کہ آپ قرآن و سنت کے منافی قوانین کو عدالت میں چیلنج نہیں کر سکیں گے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں ایک طریقہ کار طے کیا گیا ہے۔ جو اسلامی نظریہ کی کونسل کو Refer کرنے سے متعلق ہے ۔ اس کے لئے آئینی سمجھوتے ہیں آپ نے خود ہی شرط رکھی تھی ایک کونسل بنائی جائے گی ۔ جو مسلمانوں کو اسلام کے مطابق زندگی گزارنے میں مدد دینے کے لئے مناسب اقدامات کرے گی ۔ اس کے علاوہ آرٹیکل ۲۲۷ بھی ایک موثر ضمانت ہے ۔

مولانا نورانی :۔ ذرا غور فرمائیے آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس کی تردید خود بخود ہو جاتی ہے ۔ "Where of a parliament a provincial Assembly, the President or the Governor, as the case may be consider, that in the public interest, the making of the proposed law, in relation to which a question arose, should not be postponed

under the advice of the Islamic Council furnished, the law may be made before the advice is furnished."

اس کا مطلب یہ ہوا کہ قانون کتاب وسنّت کے خلاف بنا دیا جائے گا۔

زیدی :۔ اس کا یہ مطلب قطعی نہیں ہے۔

مولانا نورانی : Before the advice is furnished کا یہ مطلب نہیں کہ اسلامی نظریہ کونسل کی تحریری اجازت آنے سے پہلے کوئی قانون خواہ وہ قرآن وسنّت کے منافی ہو بنا دیں گے۔

زیدی :۔ قرآن وسنّت کے منافی قانون بنانے کی کہیں بات نہیں کی گئی صرف Urgency کی بات ہے۔

مولانا نورانی :۔ اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ Urgency میں خلاف کتاب وسنّت قانون بنائے جا سکتے ہیں یہ تو اور بھی بدتر بات ہوگئی۔

زیدی :۔ ابھی یہ طے ہی کہاں ہوا کہ یہ قرآن وسنّت کے منافی ہے؟

مولانا نورانی :۔ اسلامی نظریہ کونسل کو REFER کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں شک تھا کہ یہ قرآن وسنّت کے منافی ہے۔

زیدی :۔ جی شک تھا۔

مولانا نورانی :۔ تو پھر اس شک کو رفع کیوں نہیں کیا گیا۔ انتظار کے

بغیر اس قانون کو پاس کر لیا گیا یہ کیا بات ہے۔

زیدی:۔ جب اسلامی نظریہ کی کونسل یہ کہدے کہ فلاں قانون قرآن وسنت کے منافی ہے تو کیا آپ کے خیال میں وہ قانون اس ملک میں رائج و نافذ رہ سکتا ہے۔

مولانا نورانی:۔ نہیں رہنا چاہیئے۔ مگر کوئی ضمانت اس میں نہیں دی گئی ہے۔

زیدی:۔ دفعہ ۲۲۷ کے تحت آپ چیلنج کر سکتے ہیں۔

مولانا نورانی:۔ چیلنج کہاں کریں گے؟۔

زیدی:۔ کورٹ میں۔

مولانا نورانی:۔ چیلنج کورٹ میں۔!! نہیں صاحب

زیدی:۔ اس میں بھی کہیں نہیں کہا گیا کہ آپ نہیں کر سکتے۔

مولانا نورانی:۔ آپ دیکھ لیں گے بالکل دیکھ لیں گے۔ وضاحت کے ساتھ تمام طریقہ کار . . . .

زیدی:۔ قانون سازی کا طریقہ کار!!

مولانا نورانی:۔ آپ ذرا غور کیجیئے۔

Affect shall be given to the provision of clause I only in the manner provided in this part.

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ قانون سازی جو کتاب وسنت کے خلاف ہے اس کو کورٹ میں چیلنج نہیں کر سکتے۔ اس کو چیلنج کرنے کا

Marfat.com

طریقہ صرف یہ ہے۔

زیدی :۔ اس میں چیلنج کرنے کا کہیں ذکر نہیں ہے میں نے اچھی طرح پڑھا ہے صاحب۔

مولانا نورانی :۔ اس کو موثر کس طرح بنایا جائے گا۔ جو طریقہ کار یہاں ہے کہ اسلامی نظریہ کی کونسل کو بھیجا جائے گا،

زیدی :۔ بس اس کا طریقہ کار یہی دیا گیا ہے۔

مولانا نورانی :۔ اس کے علاوہ تو کوئی اور طریقہ کار نہیں ہے۔

زیدی :۔ جی ہاں! کوئی طریقہ کار نہیں ہے۔

مولانا نورانی :۔ وہی بات میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں، اچھا ہوا آپ مان گئے۔ دیکھ لیجئے، اور غور فرما لیجئے Clause I میں ہے کہ۔ "All the existing law shall be brought in conformity with the in[junctions] of Islam, as laid down in the Holy Quran and Sunah."

زیدی :۔ یہ آئین کا حصہ ہے نا

مولانا نورانی :۔ ہاں یہ آئین کا حصہ ہے۔

زیدی :۔ آئین کے کسی حصہ کی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو اس کی تعبیر و تشریح کے لئے آپ اس کو کورٹ میں لے جا سکتے ہیں۔

مولانا نورانی :۔ جا سکتے ہیں، لیکن یہاں یہ پابند کر دیا گیا ہے کہ نہیں

Marfat.com

جا سکتے۔ دیکھئے!!

اس قانون کو موثر بنانے کے لئے یہاں یہ پابندی لگادی گئی ہے کہ اس پارٹ کے اندر دیئے ہوئے طریقہ کار کے مطابق ہی چلنا ہوگا۔ ورنہ یہ چاہیئے تھا کہ کھلا چھوڑ دیتے۔"

زیدی:۔ قانون سازی کے طریقہ کار میں بتایا گیا ہے کہ جب آپ قانون بنائیں گے تو اس کو قرآن سنت کے مطابق بنانے کے لئے کیا کریں گے (شک کی صورت میں) پہلے آپ اسلامی نظریہ کونسل کو Refer کریں جس میں علماء ج اور ماہرین اقتصادیات ہوں گے۔ اور وہ مشورہ دیں گے آپ اس کو کس طرح قرآن وسنت کے مطابق بنا سکتے ہیں

مولانا نورانی:۔ بس اسکے لیے یہی شرط رکھی گئی ہے اور اس میں کہیں یہ نہیں ہے کہ صاحب

زیدی:۔ یہ تو آپ ذاتی طور پر اپنی رائے سے کہہ رہے ہیں۔

مولانا نورانی:۔ میں اپنی ذاتی رائے نہیں دے رہا میں وہ بات کہہ رہا ہوں کہ جو میں نے آئین کے بنانے وقت اور مسودہ دستور تیار کرنے کے وقت سنی ہے، اور اس کے مطالعہ کے بعد مجھ پر واضح ہوئی ہے۔

زیدی:۔ (چڑچڑے انداز میں) بہرحال مجھ پر بھی مطالعہ ہی سے واضح ہوئی ہے۔

مولانا نورانی:۔ آپ غور کیجیئے کہ Pocrentive Detention میں کسی شخص کو اگر نظر بند کیا گیا ہے یہاں وہ کسی بھی جرم کے سلسلہ میں ہو

Marfat.com

تو وہ کورٹ کے سامنے پیش ہوگا۔ اس کا یہ طریقہ کار معین کیا گیا ہے۔ یہاں بھی ایک طریقہ کار متعین کر دیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ قانون اسلامک آئیڈیولوجی کونسل کے پاس بھیجا جائے گا مگر کتاب وسنت کے خلاف جو قانون پارلیمنٹ بنا رہی ہے۔ وہ پاس بھی کرے اور کونسل کے فیصلے کا انتظار بھی نہ کرے اور جس وقت چاہے اس کو نافذ بھی کر دیا جائے تو کتاب وسنت کے خلاف قانون تو نافذ ہو ہی گیا۔ کوئی ضمانت ہی نہیں ہے۔

زیدی:۔ میرا خیال ہے کہ ضمانت ہے۔

مولانا نورانی:۔ اس میں کوئی ضمانت نہیں ہے۔

زیدی:۔ اچھا بہت بہت شکریہ۔

مولانا نورانی:۔ بہت شکریہ۔

Marfat.com

علّامہ شاہ احمد نورانی کا پیغام

ہمدردانِ جمعیّت العلمائے پاکستان کے نام

Marfat.com

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خدا کے فضل وکرم، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت، آپ کی دعاؤں اور تعاون کے نتیجے میں جمعیت العلمائے پاکستان ملکی سیاست میں سوادِ اعظم اہلسنّت وجماعت کا ترجمان بن کر نمایاں مقام حاصل کر چکی ہے۔ اور مختصر عرصہ میں اس جماعت نے جس کارکردگی کا مظاہرہ کیا اُسے دہرانے کی ضرورت نہیں، لیکن اس کا اعتراف آپ بھی یقیناً کریں گے کہ محدود وسائل کے باوجود ہم سے جو ہو سکا ہے بفضلہ تعالیٰ توقع سے کہیں زیادہ ہے اپنے تو اپنے غیر بھی اس امر کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ جمعیت العلمائے پاکستان نے ملکی سیاست میں مثبت اور منفرد کردار ادا کرتے ہوئے ہر مرحلے پر حق گوئی اور جرأت مندی کے ساتھ سوادِ اعظم کی ترجمانی کا فرض انجام دیا ہے۔

سنی کانفرس

جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ۲۴ جون ۱۹۷۰ء کو دار السلام (ٹوبہ ٹیک سنگھ) کی عظیم الشان سنی کانفرنس میں سوادِ اعظم نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ جمعیت العلمائے پاکستان قومی سیاست میں حصہ لے اور اس طرح ہمیں بے سرو سامانی کے عالم میں انتخابات میں حصہ لینے کے لئے صرف ۴ ماہ ملے تھے اور بڑی مشکل سے قومی سطح پر صرف ۷۰ امیدوار

Marfat.com

انتخابات میں حصہ لے سکے تھے پھر بھی جمعیت نے ۱۳ لاکھ سے زائد ووٹ حاصل کیے اور اس طرح جمعیت کو پاکستان پیپلز پارٹی کے بعد سب سے زیادہ ووٹ ملے، یہی نہیں بلکہ سندھ میں صوبائی سطح پر جمعیت ایک مضبوط قوت کی حیثیت سے ابھری اور ۱۲ نشستوں پر امیدوار کھڑے کیے اور ۷ نشستوں پر کامیابی حاصل کی اور اسی وجہ سے قائد حزبِ اختلاف بھی جمعیت کے رہنما ہیں اور سندھ اسمبلی میں جمعیت کے رہنما قابلِ فخر کردار ادا کر رہے ہیں۔ ایسے ہی پنجاب میں بھی وسائل کی دشواریوں کے باعث صوبائی اسمبلی کے لیے بہت قلیل تعداد میں امیدوار کھڑے کیے گئے پھر بھی ۴ امیدواروں نے جمعیت کے ٹکٹ پر کامیابی حاصل کی۔

آئین سازی

کے دوران بھی جمعیت کا قابلِ فخر کردار آپ کے سامنے ہے۔

یہ اعزاز جمعیت العلمائے پاکستان ہی کو حاصل ہے کہ اس نے اسمبلی کے اندر سب سے پہلے یہ مطالبہ کیا کہ آئین میں اسلام کو پاکستان کا سرکاری مذہب قرار دیا جائے اور مسلمان کی تعریف آئین میں شامل کی جائے، یہی نہیں بلکہ جمعیت کے نمائندوں نے مسلمان کی جو متفقہ تعریف ترتیب دی تھی اور اسے اسمبلی میں

Marfat.com

پیش کیا گیا تھا وہ جوں کی توں صدر اور وزیرِ اعظم کے حلف نامے میں شامل کی گئی ہے اس طرح صدارت اور وزارت عظمیٰ کے عہدوں پر منکرینِ ختم نبوت کے چور دروازے سے داخلے کے امکانات معدوم ہو گئے ہیں۔

مطالبات

اب جمعیت نے یہ مطالبات کئے ہیں کہ

- اسلامی دفعات کو آئینی تحفظ دیا جائے۔
- عائلی قوانین منسوخ کئے جائیں۔
- مسلح افواج کے سربراہوں کے لئے بھی مسلمان ہونے کی شرط لگائی جائے۔
- مسلمانوں کے مرتد ہونے پر پابندی لگائی جائے۔

یہی وجہ ہے کہ جمعیت العلمائے پاکستان وہ واحد سیاسی جماعت ہے جس نے موجودہ دستور پر رائے شماری میں حصہ نہیں لیا اس لئے کہ ہم موجودہ دستور کو مکمل اسلامی دستور قرار نہیں دے سکتے۔

سیاسی قوت

دستور سازی کے علاوہ بھی سقوط مشرقی پاکستان سے قبل اور

Marfat.com

بعد میں جمعیت کا جو سیاسی موقف رہا ہے اور اس نے ملک میں جمہوری اور اسلامی اقدار کے فروغ کے لئے جو جدوجہد کی ہے وہ پاکستان کی تاریخ کا ایک روشن باب بن گئی ہے۔

دینی مدارس

آپ کو یہ سن کر بھی خوشی ہوگی کہ جمعیت العلمائے پاکستان کی کوششوں سے سوادِ اعظم کے ۱۳۱ کے قریب دینی مدارس کو مسلح افواج کی فہرست میں شامل کیا گیا ہے اور باقی کے لئے کوشش جاری ہے۔ اس طرح اہلسنت آئمہ کا بھی افواجِ پاکستان میں تقرر کیا جا سکے گا۔

تنظیمی ضرورت

ان کامیابیوں کے باوجود آپ اس امر سے متفق ہوں گے کہ اب تک تنظیمی اعتبار سے ہمیں اور آپ کو بہت کچھ کرنا ہے اس لئے کہ مستحکم تنظیم اور وسائل کے بغیر ہمیں قدم قدم پر دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ سوادِ اعظم مکمل طور پر متحد ہو کر اپنے حقوق کے تحفظ اور اس ملک میں نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وسلم کے نفاذ اور مقام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لئے منظم ہو جائیں اور جمعیت کو ایک قابلِ فخر تنظیم بنا دیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس تاریخی مرحلے پر آپ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کریں گے۔

اپیل

اہلسنّت وجماعت کا قافلہ قائد اہلسنّت علاّمہ شاہ احمد نورانی کی قیادت میں رواں دواں ہیں۔ تمام حضرات جمعیت العلمائے پاکستان کے ممبر بن کر اس مقدس قافلہ میں شامل ہو کر دینِ اسلام کی خدمت سرانجام دیں۔

اپیل کنندہ

خادمِ اہلِ سنّت غلام سرور نورانی

Marfat.com

علامہ شاہ احمد نورانی کا جادہ میں خطاب

قائدِ اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی صدر جمعیت العلمائے پاکستان "نورانی بک ڈپو جادہ (جہلم) میں تشریف لائے اور یہاں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ سیلاب سے واقعی زبردست نقصان ہوا ہے لیکن کیا آپ نے اس کا تجزیہ بھی کیا ہے کہ آخر ایسا کیوں ہوا ہے؟ میرے خیال میں تو یہ اللہ و رسول سے روگردانی کا نتیجہ ہے کہ ہم نے خدا تعالیٰ سے تعلق چھوڑ کر اغیار سے رشتہ جوڑ لیا ہے۔ کہ یہ ہمیں روٹی، کپڑا اور مکان دیں گے۔ لیکن اس سیلاب نے ان امیدوں پر پانی پھیر دیا اور پیچ کر دکھایا کہ روٹی، کپڑا اور مکان دینے والا صرف خدا اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

آپ نے فرمایا کہ سوشلزم ایک فراڈ ہے جس کی حقیقت کھل گئی ہے تمام مسائل کا حل اسلامی نظام میں ہے اور اب ہمیں خلوصِ دل سے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام بن جانا چاہیئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ کامیابی و کامرانی ہمارے قدم چومے گی۔

سُنّی مدارس

عوامِ اہلسنّت کی عرصہ سے یہ خواہش تھی کہ ہمارے سنی مدارس کی سند کو بھی افواج میں امامت وخطابت کے لئے منظور کیا جائے لیکن افسوس کہ جن کی حکومتِ وقت تک رسائی تھی انہوں نے سنیوں کا خیال نہ کیا اور اپنا مفاد حاصل کرنے کی خاطر مصروف رہے۔

اب بفضلہٖ تعالیٰ سنیوں کی یہ دیرینہ کوشش کامیاب ہو چکی ہے اور دیگر مدارس کے علاوہ سُنّی مدارس کی سند کو بھی افواج پاکستان میں امامت وخطابت کے لیے منظور کر لیا گیا ہے۔ اس کامیابی کا سہرا فخرِ اہلسنّت **علامہ شاہ احمد نورانی** کے سر ہے۔

سرکاری حکمنامہ نمبر P-A-0 73-67 کے ذریعہ جن منظور شدہ سنی مدارس کی اطلاع ملی ہے، ان کے نام آگے ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

منظور شدہ سُنّی مدارس

۱۔	جامعہ تجوید القرآن	لاہور
۲۔	جامعہ نعیمیہ	"
۳۔	جامعہ نظامیہ	"
۴۔	جامعہ نعمانیہ	"
۵۔	جامعہ غوث العلوم	"
۶۔	حزب الاحناف	"
۷۔	جامعہ صدیقیہ سراج العلوم	"
۸۔	جامعہ شمسیہ فیض العلوم	"
۹۔	جامعہ برکات العلوم	"
۱۰۔	جامعہ قدوسیہ	"
۱۱۔	جامعہ رضویہ	لائلپور
۱۲۔	جامعہ قادریہ رضویہ	"
۱۳۔	دارالعلوم حنفیہ فریدیہ	بصیر پور
۱۴۔	جامعہ فریدیہ	گول چکر ساہیوال
۱۵۔	اشرف المدارس	اوکاڑہ
۱۶۔	انوار العلوم	ملتان

Marfat.com

۱۷۔ مظہر العلوم	ملتان
۱۸۔ جامعہ عثمانیہ	خانیوال
۱۹۔ جامعہ رضویہ	بھکھی
۲۰۔ جامعہ غوثیہ نعیمیہ	گجرات
۲۱۔ جامعہ رضویہ سراج العلوم	گوجرانوالہ
۲۲۔ جامعہ حنفیہ	سیالکوٹ
۲۳۔ ضیاء الشمس الاسلام	سیال شریف
۲۴۔ جامعہ محمدیہ غوثیہ	بھیرہ (سرگودھا)
۲۵۔ جامعہ رضویہ ضیاء العلوم	راولپنڈی
۲۶۔ سراج العلوم	خانپور
۲۷۔ جامعہ ادبیہ رضویہ	بہاولپور
۲۸۔ جامعہ قادریہ غوثیہ رضویہ	سکھر
۲۹۔ جامعہ رکن الاسلام مجددیہ	حیدرآباد
۳۰۔ جامعہ غوثیہ حنفیہ	پشاور
۳۱۔ جامعہ رحمانیہ	ہری پور ہزارہ

Marfat.com

شاہ احمد نورانی کی خدمت میں شاعر کا نذرانۂ عقیدت

(از جاقی بی اے علیگ)

نورانی تو ہے دینِ محمد کی آبرو ؛ تیرے خلوص و عزم کا چرچا ہے چار سو
دنیا میں کر دیا ہے جمعیت کو سرخرو ؛ للکار سن کے تیری ہراساں ہوا عدو

ملت کو ہر محاذ پہ درسِ عمل دیا ؛ اندازِ فکرِ قوم کا یکسر بدل دیا
فتنوں کو اپنے نعرۂ حق سے کچل دیا ؛ دشمن کو جو جواب دیا برمحل دیا

زندہ کیا ہے دینِ رسالت مآب کو ؛ پھیلا دیا ہے درسِ حدیث و کتاب کو
روکے اب ارضِ پاک میں اس انقلاب کو ؛ یہ حوصلہ کہاں کسی خانہ خراب کو

اللہ رے یہ شان، یہ شوکت، یہ مرتبہ ؛ صدیقؓ کا سا عزم، عمرؓ کا سا دبدبہ
عثمانؓ کا سا حلم، علیؓ کا سا حوصلہ ؛ نعرہ سے تیرے قصر میں ربوہ کے زلزلہ

Marfat.com

[illegible] * [illegible]
[illegible] * [illegible]

[illegible] * [illegible]
[illegible] * [illegible]

[illegible] مرحبا * [illegible] مرحبا
[illegible] مرحبا * [illegible] قرآن مرحبا

[illegible] * [illegible] ہے
[illegible] * اے رہنمائے قوم [illegible] ہے

تو وارث شریعت شاہ انام ہے
انعمتِ نبی حق کی لگن صبح و شام ہے
نازاں ہے جس پہ قوم وہ عالی مقام ہے
حامی کو تیری مدح میں پھر کیا کلام ہے

Marfat.com

نورانی میاں کی بارگاہِ رسالت میں مقبولیت

گوجرانوالہ اسٹیشن پر فائرنگ اور پتھراؤ کے بعد

ایک رُوح پرور نورانی خواب

خوشا چشم کہ بنگرد مصطفےٰ را ٭ خوشا دل کہ دارد خیالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

(از مولوی محمد یونس صاحب متعلم جامعہ حنفیہ رضویہ سراج العلوم گوجرانوالہ)

بتاریخ ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۳ھ مطابق ۶ جون بروز بدھ دوپہر کے وقت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کی تقریر سننے اور استقبال کرنے کے سلسلہ میں دوسرے حضرات کے ساتھ میں بھی اسٹیشن پر گیا اور وہاں کے پُرامن ماحول میں پیپلز پارٹی کے ہنگامہ اور فائرنگ و پتھراؤ کا میرے دل پر گہرا اثر ہوا۔ اس وقت سے رات کو سونے سے پہلے تک طبیعت سخت پریشان رہی، مولانا شاہ احمد نورانی کا چہرا بار بار نظروں میں گھومتا اور میرے دل کو زیادہ بے چین کرتا رہا۔ سوتے وقت

Marfat.com

انہیں خیالات میں مجھے یہ خیال بھی آیا کہ "الٰہی کیا میں حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا صحیح امتی نہیں ہوں" میرے دل کی پریشانی کیسی ہے اور نورانی صاحب کا کیا مقام ہے، کیا مجھے پتہ نہیں چل سکتا" انہی خیالات میں محو ہو کر سوگیا، تقریباً سحری کا وقت ہوگا کہ میں نے یہ خواب دیکھا۔

خواب

میں ایک باغ میں کھڑا ہوں، باغ کچھ ایسا عجیب وغریب ہے کہ ظاہر میں کبھی دیکھنے میں نہیں آیا۔ باغ میں بے انتہا مخلوق جمع ہے۔ درختوں میں بیشمار پھل ہی پھل نظر آرہے ہیں اور بہت نزدیک نزدیک مگر کسی کو توڑنے کی مجال نہیں۔ باغ میں اجتماع میں علماء میں سے مجھے حضرت مولانا محمد عمر صاحب اچھروی، مولانا محمد عبدالغفور صاحب ہزاروی مولانا محمد شریف صاحب نوری قصوری، مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب اور ان سب کے درمیان حضرت مولانا شاہ احمد نورانی کھڑے نظر آتے۔

نزول تخت

اچانک ایک منوّر درخشاں تخت آسمانوں سے اس باغ میں اترتا ہوا نظر آیا۔ تخت پر ایک نورانی بزرگ تشریف فرما ہیں اور ان کی دونوں جانب

چار اور حضرات بھی ہیں۔ مجمع نے تخت آتا دیکھ کر یا مُحَمَّدْ یا مُحَمَّدْ پکارنا شروع کر دیا ہے۔ میں نے ایک قریب کھڑے صاحب سے پوچھا یہ کون شخصیتیں ہیں تو اُس نے بتایا۔ نادان تجھے معلوم نہیں کہ یہ غریبوں کے والی، یتیموں کے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اور یہ دوسرے چار حضرات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چاروں یار (خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم) ہیں۔ جب میں نے ایک گروہِ بزرگان کی بابت استفسار کیا تو اُس نے بتایا کہ یہ اولیاء اللہ، اقطاب و ابدال حضرات کا اجتماع ہے اور درمیان میں حضرت غوث اعظم (رضی اللہ عنہم) تشریف فرما ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری کے بعد اس باغ میں ہر جانب ایسا نور ہی نور نظر آنے لگا جس کے بیان کرنے سے میں عاجز ہوں۔ میں نے اس نور میں ایسے پرندے بھی دیکھے جو زمین و آسمان کے درمیان بغیر سہارا کے موجود ہیں اور حرکت بھی نہیں کر رہے۔ جملہ حاضرین بھی کھڑے ہیں کوئی بھی بیٹھا ہوا نہیں۔

استقبال و قدمبوسی

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر مولانا نورانی اور دیگر علماء کرام استقبال و قدمبوسی کے لیئے بڑھتے نظر آئے۔ اس دوران نورانی میاں کا عمامہ سر سے گر گیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے اٹھا کر دوبارہ اُن کے سر پر رکھ دیا اور اپنے دستِ مبارک سے ان کو شاباش

دی اور علماء سے فرمایا، مجاہد و کھڑے ہو جاؤ۔ پھر مجمع کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا یہ میری امت کے مجاہد ہیں جن کے متعلق میں نے فرمایا کہ وہ انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں۔

پھر آپ کے ارشاد پر حضرت نورانی صاحب نے اس اجتماع میں تقریر فرمائی۔ دوران تقریر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے "ٹھیک ہے" "ٹھیک ہے" کے جملے بھی ارشاد فرمائے۔ نورانی صاحب نے اپنی تقریر میں ایک جملہ یہ بھی کہا "اے میرے آقا، کیا آپ کی نبوت کے بعد کسی کو نبوت ملی ہے اور کیا کوئی اور بھی نبی بن سکتا ہے" اس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فداہ ابی وامی نے ارشاد فرمایا۔

"نہیں، جو میرے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر اور جھوٹا ہے۔"

نورانی صاحب نے عرض کیا، ہم اسی لئے ایسے لوگوں کی علیحدگی و اقلیت قرار دینے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ نورانی صاحب نے آخر میں کہا یہ میرے وہ آقا ہیں کہ جب مدینہ منورہ جلوہ گر ہوئے تو اہل مدینہ نے اس طرح خیر مقدم کیا کہ

شعر
طلع البدر علینا ٭ من ثنیات الوداعی
وجبت شکر علینا ٭ مادعی للہ داعی

مجدد مائۃ حاضرہ

ان کی تقریر کے بعد حضور نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

ایک نحیف سے بدن مگر بڑی پیاری سی شکل کے ایک بزرگ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا یہ **احمد رضا خاں** بریلوی ہیں، جو چودھویں صدی میں میری امت کے مجدد ہیں اور انہوں نے ہماری شان میں بہت سی کتابیں لکھی ہیں۔ پھر حضور علیہ السلام کے ارشاد پر اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ایک عربی نعت شریف پڑھی۔

بعدازیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد پر مولانا ابوداؤد محمد **صادق** صاحب نے یہ نعت شریف سنائی۔ ؎

گھٹاؤ اشک برساؤ مدینہ یاد آیا ہے

سماں ساون کا دکھلاؤ مدینہ یاد آیا ہے

اس کے بعد **نورانی صاحب** نے سلام پڑھایا اور چند اشعار اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے پڑھے۔ بعد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اشارہ فرمانے پر **مولانا شاہ احمد نورانی** نے سرکار کے وسیلہ سے دعا کی اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تبسم فرماتے رہے۔

اس کے بعد وہ نورانی تخت اور نظارہ میری آنکھوں سے اوجھل ہوگیا۔

صلی اللہ تعالےٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وبارک وسلم۔

Marfat.com

قیادت پر اعتماد

ہم جمعیت کے سرپرست و سابق صدر شیخ الاسلام حضرت خواجہ محمد قمر الدین سیالوی مدظلہ العالی کی سابقہ خدمات کا اعتراف کرتے ہیں اور زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خاں نیازی کی مخلصانہ اور مجاہدانہ قیادت پر مکمل اعتماد کرتے ہیں اور ان درباری مشائخ اور سرکاری مولویوں کی شدید مذمت کرتے ہیں جنہوں نے حکومت کی گرتی ہوئی ساکھ کو سہارا دینے کے لیئے اپنے ضمیر اور ایمان کو چند سکوں کی خاطر فروخت کر دیا ؛

حق گوئی کی نشانی ؛ علامہ شاہ احمد نورانی

...... ؛ ......

عوام اہلسنّت سے ضروری گزارش

عوام جمعیت کے کسی نام نہاد متوازی گروپ یا افتراق کی سازش کو قطعی برداشت نہ کریں اور خوشامدی، درباری، نام نہاد پیروں، صاحبزادوں اور ملاؤں کی اسم۔ قسم کی سازشوں سے ہوشیار رہیں جنہوں نے ماضی میں ابن الوقت بن کر جمعیت کو ناقابل تلافی نقصانات پہنچاتے ہیں اور جمعیت کے وقار کے ساتھ اپنی غیرت و ضمیر کے سودے کئے ہیں۔

چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ لوگ سُنیوں کے محبوب قائد اور مخلص رہنما علامہ شاہ احمد نورانی کے تابع ہو کر اب جمعیت کا کام کرتے اور اپنا وقار بحال کر لیتے، لیکن افسوس کہ یہ ایسا نہ کر سکے۔ اصل میں یہ لوگ سُنیوں کے بدترین دشمن ہیں۔

ھوشیار باش۔ ۔ ۔ ۔ ھوشیار باش

Marfat.com

فہرست

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
حرفِ اوّل	۳	اخباری بیانات	۴۰
تصانیف علمائے اہلسنت	۵	شرابیں پی کر ملک کا تحفظ	۴۳
تعارف و خطاب	۶، ۷	جمعیت العلمائے اسلام کی طرف سے حمایت	۴۶
تبلیغی دورے و کارنامے	۱۱		
بیرونی ممالک میں مناظرے	۱۴	سندھی بھائیوں سے عقیدت	۴۷
تصانیف	۱۵	ہمیں کوئی طاقت نہیں خرید سکتی	۴۸
قرآن سنانا	۱۷	سازشیں اور حکمران جماعت	۵۰
امیدوں کا مرکز	۱۸	وزارت اور سفارت	۵۳
خراجِ تحسین	۲۰	ہوش سنبھالو	۵۴
جمعیت کی مخالفت نہ کی جائے	۲۴	پختہ عزائم	۵۵
اغیار کا اعتراف	۲۹	مرکز اور صوبہ میں حصہ	۵۸
بھٹو کے دور میں اعلائے کلمۃ الحق	۳۱	انٹرویو	۶۰
اسمبلی میں تقاریر	۳۴	کلمۂ حق کہنا	۶۱
پاکستان میں تبلیغی دورے	۳۹	شخصیت پرستی کا خاتمہ	۶۳

Marfat.com

درباری مشائخ کی تخریج	۶۵	سنی کانفرنس	۱۳۶
متحدہ محاذ اور جماعت اسلامی	۶۶	آئین سازی	۱۳۷
حکومت کے متعلق متاثر	۶۹	مطالبات	۱۳۸
ریڈیو ٹیلیویژن خطاب	۷۱	سیاسی قوت	۱۳۸
اسلامی دفعات سے انحراف	۷۴	دینی مدارس	۱۳۹
اسلام کا غلط استعمال	۷۵	تنظیمی ضرورت	۱۳۹
اسلامی کونسل کی بے بسی	۷۶	اپیل	۱۴۰
ارتداد کی آزادی	۷۷	علامہ نورانی کا جادہ میں خطاب	۱۴۱
غیر اسلامی قوانین کو چیلنج	۷۸	سنی مدارس	۱۴۲
حکمرانوں کا فرار	۷۹	شاعر کا نذرانہ عقیدت	۱۴۵
بنیادی حقوق پر ڈاکہ	۸۰	نورانی خواب	۱۴۸
سمجھوتے کی خلاف ورزی	۸۲	مجدد مائۃ حاضرہ	۱۵۰
سپریم کورٹ کی بے بسی	۸۷	قیادت پر اعتماد	۱۵۲
مارشل لاء کو تحفظ	۹۰	ضروری گزارش	۱۵۳
ایوبی یادگار	۹۲	نورانی سلسلہ	۱۵۶
سمجھوتے کی موجودہ حیثیت	۹۵	اپیل	۱۵۷
ریڈیو ٹیلیویژن انٹرویو	۹۸	ملنے کے پتے	۱۵۸
لائل پور کا گھنٹہ گھر	۱۲۰	نئی مطبوعات	۱۵۹
علامہ نورانی کا پیغام	۱۳۵	نورانی کتب	۱۶۰

Marfat.com

نورانی سلسلہ

۱- عمدۃ الاصول فی حدیث الرسول	۱-۵۰
۲- ۲۷ مناظرے	۴-۵۰
۳- فیوضات غوثیہ	۳-۰۰
۴- فضائل مصطفےٰ	۰-۵۰
۵- مسائل امامت	۰-۴۰
۶- توضیح کلمات اللہ	۱-۷۵
۷- شاہ احمد نورانی	۴-۵۰

نوٹ:- مکمل نورانی سلسلہ ۱ تا ۷ منگوانے پر ڈاک خرچہ بذمہ ادارہ ہوگا۔

نذیر احمد محمودی منیجر نورانی بکڈپو نورانی مارکیٹ جاجھہ جہلم

Marfat.com

اپیل

زکوٰۃ، فطرانہ، قربانی کی کھالیں اور دوسرے صدقات وعطیات کے صحیح مستحق جامعہ اشاعت الاسلام عربیہ غوثیہ نیا محلہ جہلم کے غریب، مسکین، نادار، یتیم، مسافر و پردیسی دینی طلباء ہیں۔

ہر قسم کی امدادی رقوم بھیجنے کا پتہ

علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی مہتمم جامعہ اشاعت الاسلام عربیہ غوثیہ نیا محلہ جہلم (پاکستان)

Marfat.com

ملنے کا پتہ

۱- نورانی بک ڈپو جادہ جہلم

۲- صوفی قیصر محمود بمقام پوٹھی راجگان ڈاکخانہ آئمہ شاہ جی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات -

۳- علیم سٹیشنری مارٹ دینہ ضلع جہلم -

۴- رضوی کتب خانہ سرکلر روڈ لاہور -

۵- دفتر ماہنامہ "رضائے مصطفٰے" گوجرانوالہ -

۶- صوفی برادرز بکسیلرز مین بازار جہلم -

۷- مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے لائلپور

۸- مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی -

۹- مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی -

۱۰- مکتبہ انوار الصوفیہ قصور

۱۱- نعیمی کتب خانہ گجرات

۱۲- اقبال بک ہاؤس صدر کراچی ۳

۱۳- قرآن گھر مجاہد روڈ سیالکوٹ

۱۴- قاری محمد یوسف سیالوی دارالعلوم عربیہ غوثیہ لالہ موسے

۱۵- قاضی حبیب الرحمٰن قریشی جامع مسجد عیدگاہ نیا محلہ جہلم

۱۶- ملک غلام محمد بمقام پیل تحصیل خوشاب ضلع سرگودھا -

۱۷- صوفی قدر داد بمقام آئمہ الیاس جہلم
۱۸- چوہدری شبیر احمد جادہ جہلم -
۱۹- جامع مسجد غوثیہ رضویہ کالا گیٹ جہلم

۲۰- مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور
۲۱- مکتبہ حامدیہ "
۲۲- نوری بکڈپو گنج بخش "

Marfat.com

نئی مطبوعات

انوار الاتقیاء فی حیوٰۃ الانبیاء

تصنیف

مناظرِ اسلام علامہ قاضی عبد السبحان کھلابٹی رحمۃ اللہ علیہ

اس کتاب میں اس بات کا مکمل ثبوت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ موجود ہیں، سلام کا جواب فرماتے ہیں، درود شریف سنتے ہیں اور تمام عالم کی فریادیں سن کر فریاد رسی فرماتے ہیں (زیر طبع)

سُنتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلّم

تصنیف

شیخ الحدیث علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی مدظلہ العالی

اس کتاب میں زندگی کے ہر قدم پر سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بتادی گئی ہے۔ ایسی جامع کتاب آپ کے دیکھنے میں نہ آئی ہوگی۔ اگر آپ اپنی زندگی اسلامی بنانا چاہتے ہیں تو اس کتاب کو ضرور منگوائیں۔

(زیرِ طبع)

Marfat.com

دار الاشاعت غوثیہ مہریہ کی نورانی کتب

تحفۃ البالغین	۳/-	اولیائے سہروردیہ	۳/۵۰
الخیرات الحسان	۳/۵۰	تذکرہ نوری	۴/۵۰
جذبہ آزادی	۵/-	خون کے آنسو	۷/-
ریاض الشہداء	۳/-	الوظیفۃ الکریمہ	۰/۵۰
دیوبندیوں کے جھوٹے	۱/۲۵	صمصامِ حدید	۰/۵۰
ملفوظاتِ امیر الملت	۳/-۴/-	ذکرِ جمیل	۷/۵۰
پنج گنج علی پوری	۴/-	ذکرِ حسین	۵/۲۵
معلوماتِ عالمِ اسلام	۵/-	راہِ عقیدت	۴/۵۰
الانسان	۱/-	بارہ تقریریں	۱۲/۰
مطلوب الطالبین	۰/۵۰	تفسیر قادری	۲۰/۰
تذکرہ فریدیہ	۱/۵۰	مدارج النبوت	۵۱/۰
تجلی الیقین	۲/۷۵	مکتوبات امام ربانی	۶۴/۰
روح ایمان	۱/۷۵	بہارِ شریعت	۳۰/۰
نور الہدیٰ	۲/-	احکامِ شریعت	۶/۷۵
اقامۃ القیام	۰/۶۰	غنیۃ الطالبین	۲۵/۵۰
تفریح الخاطر	۴/۵۰	شرح الصدور	۹/۰
غوثِ اعظم	۱/۵۰	اوراقِ غم	۱۵/۰

ملنے کا پتہ - نورانی بکڈپو نورانی مارکیٹ جادہ جہلم -

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حق گوئی کی نشانی ——— علامہ شاہ احمد نورانی

آئینِ جوانمرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

شاہ احمد نورانیؒ

مرتبہ

غلام سرور نورانی ڈی۔کام
صدر اسلامک سوسائٹی گورنمنٹ کمرشل انسٹی ٹیوٹ جہلم

ناشر

نذیر احمد محمودی

نورانی بک ڈپو چاہ جہلم

چوک اردو بازار لاہور

Marfat.com